يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة إلا بإمارة دارمی

جماعت اہل حدیث کے خصوصی ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ ہفت تنظیم اہل حدیث لاہور

بانی: محدث العصر مطلق دوراں جہیرۃ العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 11 | جمعۃ المبارک 9 تا 15 جنوری 2015ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

بھلائی کرنا

ارشاد نبوی ہے: مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّهُ ''جو شخص نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کردیا گیا'' (صحیح مسلم:2592) اسلام اپنے متبعین کو والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، دوستوں الغرض دشمنوں سے بھی خیر وبھلائی کی بات کرنے اور نرم مزاجی سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور کسی پر ظلم وزیادتی کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دی کیونکہ خوش اخلاقی ونرم مزاجی ایک ایسا وصف ہے جسے اپنانے سے دشمنی دوستی کا روپ دھار لیتی ہے اور انسانی زندگی امن وسکون کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ اسلام نے اہل ایمان کو صبر وتحمل، عفو ودرگزر کرنے، برائی سے دور رہنے، ظلم وستم کی بجائے حسن سلوک سے پیش آنے، برائی کا جواب خیر وبھلائی اور اس قدر خوش اسلوبی سے دینے کا حکم دیا کہ جس سے دشمنی کی بیخ کنی ہوجائے

اسلام جارحیت اور جنگ وجدال کو پسند نہیں کرتا بلکہ ایک ایسا مذہب جس کا بنیادی اصول لا اکراہ فی الدین ہو تو یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ کسی پر ظلم وجبر کرنے کی اجازت دیتا ہو؟ جبکہ اسلام تو امن ورواداری کا نقیب ہے۔ ہاں! البتہ اگر کوئی آپ کے حقوق غصب کرے یا کسی طرح زیادتی کرے تو اس صورت میں تمہیں دفاع کی اجازت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ''پس جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اس کے برابر زیادتی کرو جو زیادتی اس نے تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔'' (البقرہ:194) آیت مذکورہ سے بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے مثل اس سے بدلہ لیا جاسکتا ہے مگر خیر وبھلائی کے پیش نظر عفو ودرگزر کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف کردینا افضل عمل ہے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ''اور جو لوگ اپنے رب کی رضا وخوشنودی کے لیے صبر کرتے ہیں، نمازوں کو قائم رکھتے ہیں، جو ہم نے انھیں دے رکھا ہے اسے خفیہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں انھی کے لیے عاقبت کا گھر (جنت) ہے۔''

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ، قَالَ: أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا۔ ''سیدنا براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا، اس نے آکر عرض کی اے اللہ کے رسول! میں پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کر پھر جہاد کرو، پس اس نے اسلام قبول کر لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تھوڑے عمل کے باوجود بھی زیادہ اجر کا مستحق ٹھہرا ہے۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال ج 12 ص 84 رقم الحدیث: 2808)

اسلام نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کوشش کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ اجر رکھا ہے اور اس کوشش کی انتہا اپنی جان کو اس غرض کے لیے قربان کر دینا ہے اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسے انعامات سے نوازیں گے کہ دین حق کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کرنے والے دوبارہ پھر دنیا میں لوٹنے کی آرزو کریں گے۔ سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والا کوئی شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنا پسند کرے سوائے شہید کے کیونکہ وہ آرزو کرے گا کہ اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور وہ دس مرتبہ مقام شہادت حاصل کرے۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجہاد باب تمنی المجاہد ان یرجع الی الدنیا ج 12 ص 89 رقم الحدیث: 2817)

اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین ج 7 جزء 13 ص 27 رقم الحدیث: 1886)

اسی طرح سیدنا ابوقتادہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام اعمال میں سے افضل عمل ہے، پس ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ. إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ. وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ. ''اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ (بقیہ ص: 9)

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
وحی الٰہی کا واضح انکار 10
رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے 14

زرتعاون

فی پرچہ......10روپے
سالانہ.....500روپے
بیرون ممالک 200ریال (امریکی 50ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ" وہ ذات جس نے اُمّی لوگوں میں ان ہی میں سے رسول مبعوث فرمایا، جو انھیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ اس سے قبل صریحاً گمراہی میں مبتلا تھے۔" میں ایک کسان کا بیٹا ہوں، ہم زمین میں تخم ریزی سے قبل اس کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی اس میں جھاڑ جھنکار کا خاتمہ کرتے ہیں۔زمین کو ہموار کرتے ہیں، اس میں ہل چلاتے ہیں، پانی لگاتے ہیں، پھر ایک لکڑی کے تختے سے جسے ہم دیہاتی زبان میں "سہاگہ" کہتے ہیں اس زمین کو بالکل سپاٹ بناتے ہیں۔اب وہ زمین ہموار بھی ہوگئی نرم اور بھربھری بھی ہوگئی، ہر قسم کی فالتو جڑی بوٹیوں سے پاک ہوگئی اس کی تہہ میں نمی بھی موجود ہے، اب یہ زمین اس قابل ہوئی ہے کہ ہل کے پیچھے ایک نالی لگا کر اس کے ذریعے اس میں بیج کاشت کیا جائے۔حضرت محمد ﷺ جب سرزمین عرب میں تشریف لائے تو بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ستم تو یہ کہ وہ گھر جو کہ خالصتاً اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص تھا اس کے اندر بھی بت رکھے ہوئے تھے۔حالانکہ زبان پر لبیك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك کی صدائیں ہوتی تھیں۔شراب، جوأ، زنا، سودخوری، چوری، ڈکیتی، رہزنی، قبائلی فخر وغرور میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ہی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دینے جیسا ظالمانہ اور سفاکانہ عمل عام تھا۔باہم جنگ وجدال، لڑائی جھگڑے، دنگا وفساد غرضیکہ ہر طرح کا شران کے رگ وریشے میں سمایا ہوا تھا۔توحید باری تعالیٰ کا صحیح تصور دھندلا چکا تھا۔حیات بعد الممات کے قائل ہی نہیں تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کو رسول کائنات بنا کر اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری آپ کو سونپ دی۔چالیس برس تک اس گناہ آلود جوہڑ میں کنول کے پھول کی طرح خوبصورت اور بے داغ زندگی بسر کرنے والے جن کو ان کی سیرت وکردار کی پاکیزگی کی بدولت صادق وامین کہا جاتا تھا۔

جب اللہ کے حکم کو بجالاتے ہوئے اپنے ہی قبیلے کے لوگوں کو کوہ صفا پر بلاتے ہیں تو ان سے اپنی ذات کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگ مجھے سچا خیال کرتے ہیں یا جھوٹا؟ تو تمام نے بیک زبان کہا

کہ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا۔ اصل بات کرنے سے قبل دوسرا سوال فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے، یہ ایسی ناممکن بات تھی کہ پہاڑی کے اوپر بیٹھے ہوئے آدمیوں سے جو کہ نیچے ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں اردگرد سے باخبر ہیں لیکن تمام حاضرین یہی جواب دیتے ہیں کہ اگر آپ کہیں گے تو ہم مان لیں گے۔ ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے زیادہ آپ ﷺ کی بات کا یقین تھا۔ اتنی تصدیق کے بعد آپ نے جب اپنے قبیلے کے لوگوں کے سامنے کائنات کی سب سے بڑی صداقت اللہ کی توحید پیش کی، بس لا الٰہ الا اللہ کی دعوت پیش کرنے کی دیر تھی کہ سب منہ موڑ گئے، جس کے منہ میں جو کچھ آیا کہتا چلا گیا اور جب یہی دعوت مکے کی گلیوں اور بازاروں میں اعلانیہ دی جانے لگی تو ایک شور مچ گیا۔ کل تک صادق کہنے والوں نے ہی نعوذ باللہ کاذب کہنا شروع کر دیا۔ جس کی سیرت کی پاکیزگی کی مثالیں دی جاتی تھیں اسے ساحر، شاعر، مجنون اور کیا کیا برے القابات دیے گئے۔ قید کرنے جلاوطن کرنے اور قتل کرنے کے منصوبے بننے لگے۔

بیت اللہ جو امن کا گھر تھا، آپ کو وہاں بھی امن سے توحید کی دعوت تو درکنار عبادت بھی امن سے نہیں کرنے دیتے تھے۔ بازاروں میں پتھر لے کر تعاقب کیا جاتا، تصور کریں کہ میرے پیارے پیغمبر ﷺ کا کیا حال ہوگا کہ نوجوانوں نے پتھر اٹھائے ہوئے ہیں اور آپ مکے کی گلیوں میں آگے آگے جا رہے ہیں اور پیچھے سے پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا بلکہ دشمنی میں پیش پیش ہے۔ اس کے گھر کا دروازہ کھلا دیکھ کر آپ ﷺ بھاگ کر دشمن کے گھر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان اُٹھا بھتیجے کیا بات ہے؟ فرمایا چچا لوگ مجھے پتھر مار رہے ہیں، ابوسفیان نے لوگوں کو ڈانٹ کر واپس کیا کہ اب یہ میرے گھر میں ہیں یہاں ان پر کوئی زیادتی نہیں کرے گا، یہ اس دن کی پناہ کا صلہ تھا کہ فتح مکہ کے دن اکیلے ابوسفیان کو یہ اعزاز ملا کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا اسے پناہ مل جائے گی۔ آپ ﷺ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کی قربانیوں کی داستان بہت طویل ہے جو کتب، تفاسیر، احادیث اور سیرت طیبہ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ حضور ﷺ کی تیئیس سالہ نبوت کی زندگی کے اس پہلو کو اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں سرزمین حجاز کے دس لاکھ مربع میل میں جو اسلامی معاشرہ تشکیل دیا اور جسے آپ نے اپنی اُمت کے لیے روشن ستارے قرار دیا اور تلقین فرمائی کہ قیامت تک کے لیے میری اُمت کے لیے میری زندگی کا طریق اور میرے تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ میرے صحابہ کرامؓ کا طرز زندگی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو قبل از اسلام ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے، ان میں ایسے بھی تھے کہ قبول اسلام کے لیے تو آ گئے لیکن ساتھ ہی درخواست کر دی کہ زنا کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں، وہ بھی تھے جو کہتے کہ اللہ کے رسول اسلام تو قبول ہے لیکن میری زندگی کسی نظم وضبط کی پابند نہیں رہی، مجھ سے پانچ وقت نماز کی ادائیگی نہیں ہو سکے گی۔ رسول رحمت نے کسی کو جھڑ کا نہیں، در رحمت سے مایوس کر کے واپس نہیں کیا۔ بڑی محبت، شفقت اور حکمت کے ساتھ جب سمجھایا تو مان گئے اور پھر عملاً ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جہاں ہر مرد اور عورت تقویٰ، طہارت، سیرت کردار، حسن معاملہ، حسن معاشرت کی ایسی پاکیزہ تصویر بن گیا جہاں ہر کسی کو ہر لمحے اپنی اس زندگی کے ایک ایک سانس کا مالک کائنات کے سامنے حساب دینے کا کھٹکا لگا رہتا۔

قرآن مجید کی کوئی آیت کریمہ نازل ہوتی تو فوراً عمل کے لیے مستعد ہو جاتے۔ مثلاً قرآن مجید کی آیت نازل ہوتی ہے کہ بھلائی کی معراج حاصل کرنے کا ذریعہ اپنا پسندیدہ مال خرچ کرنا ہے تو سیدنا طلحہؓ فوراً کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ مسجد نبوی کے ملحق میرا باغ مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے میں اسے اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہوں۔ ادھر ایک اور صحابیٔ رسول اٹھے انھوں نے بھی بہت خوبصورت باغ لگایا ہے، رہائش گاہ بھی اندر ہی تعمیر کی ہوئی ہے۔ اپنے باغ کی طرف جاتے ہیں اندر داخل ہونے کی بجائے باہر سے ہی اپنی بیوی کو آواز دیتے ہیں کہ بچوں کو لے کر باہر آ جاؤ، میں نے یہ باغ فروخت کر دیا ہے۔ نیک بخت بیوی باہر آ کر خاوند سے پوچھتی ہے کہ باغ کتنے کا فروخت ہوا ہے؟ جب خاوند نے بتایا کہ میں نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہے تو بیوی خوش ہو کر کہتی ہے کہ تو نے بہت نفع بخش تجارت کی ہے۔ ایک صحابیؓ نے اپنا سارا اثاثہ اللہ کی راہ میں دینے کا اعلان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کے لیے بھی کچھ رکھ لے، غرضیکہ ان کے دلوں میں دنیا کی محبت نہیں بلکہ آخرت کی فکر تھی، اللہ کو راضی رکھنا ان کی زندگی کا مطمع نظر تھا۔

وہ بھی انسان تھے ان سے بھی غلطیاں ہوتی تھیں، گناہ بھی کر بیٹھتے تھے لیکن انھیں اپنے رب کی ناراضگی کا اتنا خوف تھا کہ فوراً دربار رسالت میں حاضر ہوکر اپنے خلاف خود ہی گواہ بن جاتے تھے، سوچ یہ تھی کہ دنیا کی سزا بھگت کر آخرت کے عذاب سے بچ جائیں یقیناً ان کی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر ﷺ فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کا رشتہ چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں کو معاف کردے گا اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اسلام کے اندر یہ مدار نجات ہے، رسول اللہ ﷺ نے اُمت کے لیے روشنی کا مینار ایک قرآن اور دوسرے اپنی سنت مبارکہ چھوڑے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کرکے دکھایا ہے۔ اسلام میں دوسرے مذاہب کی طرح جنت میں جانے اور اللہ کو راضی کرنے کے کوئی شارٹ کٹ راستے نہیں ہیں۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ نیک عمل کرلے ورنہ قیامت کے دن میں تیرے کام نہیں آسکوں گا، اس دین میں مختار نامے اور وکالت نامے نہیں چلتے بلکہ اس میں تو ایک طرز زندگی دیا گیا ہے جو کامیابی کا معیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنی اولاد، اپنے والدین حتیٰ کہ تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے، لیکن آپ ﷺ نے ساتھ ہی محبت کا معیار بھی بیان فرمایا کہ جس نے میری سنت سے محبت کی حقیقی معنوں میں اس نے ہی میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

بدقسمتی سے بعض لوگوں نے محبت کے خودساختہ انداز اختیار کرکے ان کو نجات کا ذریعہ سمجھ لیا حالانکہ وہ اعمال نہ صرف بے کار بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں۔ عیسائی اپنے نبی کا یوم پیدائش مناتے ہیں۔ برصغیر ہندوستان میں مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے ہندو مسلم دین کا ایک ملغوبہ تیار کرکے اس کا نام دین الٰہی رکھا حالانکہ یہ صریحاً شرک پر مبنی تھا۔ اس دین میں اس نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے یوم پیدائش کی خوشی شامل کی کہ اس دن خیرات کی جائے جبکہ اسلام کے اندر یوم پیدائش اور برسی وغیرہ کا کوئی تصور نہیں، رسول اللہ ﷺ کا یوم پیدائش نہ آپ کی حیات مبارکہ میں منایا گیا نہ عہد صحابہؓ میں نہ دور بنو اُمیہ، بنو عباس نہ محدثین نہ آئمہ فقہا کے دور میں منایا گیا۔ اب عیسائیوں کی نقل کرکے برتھ ڈے کے کیک کاٹنا، بینڈ باجے، ڈھول ڈھمکے لے کر شہر شہر قریہ قریہ جلوس نکالنا لکڑی سے بیت اللہ کی شبیہ بنانا اور اس کا طواف کرنا اسی طرح مصنوعی روضہ رسول ﷺ بنانا اور اس کی تعظیم کرنا یہ صریحاً ان مقامات مقدسہ کی توہین ہے۔ واپڈا کی تاروں پر ڈائریکٹ کنڈیاں لگا کر پورے ملک میں بجلی چوری کرنا اور شہر شہر، گلی گلی، گھر گھر، دوکان دوکان ان سے چراغاں کرنا، یہ نبی ﷺ سے محبت نہیں چوری ہے جس کی سزا اسلام میں ہاتھ کاٹنا ہے۔ اسی طرح بن سنور کر نوجوان خوبصورت لڑکیوں کا بے پردہ T.V پر آکر فلمی گانوں کی طرز پر لکھی ہوئی نعت نبی پڑھنا اور اپنی مترنم آواز مردوں تک پہنچانا صریحاً بے حیائی ہے۔

عورت اگر نماز باجماعت ادا کررہی ہو، امام نماز میں بھول جائے تو اسے آگاہ کرنے کے لیے عورت کو مردوں کی طرح سبحان اللہ کہنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ایک ہاتھ کو الٹا کرکے دوسرے ہاتھ کو اس پر مارے تاکہ امام آگاہ ہو۔ جس پیغمبر ﷺ نے عورت کو مسجد میں حالت نماز میں سبحان اللہ بلند آواز میں کہنے سے منع فرمایا ہو اس پیغمبر ﷺ کی نعت خوانی کے نام پر اپنی آواز کا ترنم مردوں تک پہنچانا کیسے مناسب ہے۔؟ اب تو کئی شہروں میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی طرح کئی شہروں میں جن میں ملتان خاص طور پر شامل ہے باقاعدہ عید میلادالنبی ﷺ کی دو رکعت نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔ یہ صریحاً مداخلت فی الدین ہے جس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

قوم کو ارکان اسلام کی ادائیگی اور اتباع سنت نبوی کی بجائے کھیل تماشوں میں لگا کر جنت کا شارٹ کٹ راستہ بتادیا گیا ہے۔ بے چارے ایک تو نماز روزے سے فارغ اور پھر نجات کے نام پر ان کو بدعات میں مبتلا کردیا گیا ہے۔ مزید بدقسمتی یہ کہ ان بدعی امور کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے، خالص دین کا مرکز مکہ اور مدینہ ہے۔ کیا کسی نے دیکھا ہے کہ وہاں یہ اعمال سیئہ سیرت کے نام پر کیے جاتے ہیں۔ ان امور کے لیے برصغیر پاک وہند کی سرزمین زرخیز ہے ان کے بڑے اس دن کو بارہ وفات کے نام سے مناتے تھے، بعد میں آنے والوں نے میلاد کے نام سے منانا شروع کردیا جس میں ہرسال نیا اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت نصیب فرمائے۔ آمین

الاستفتاء

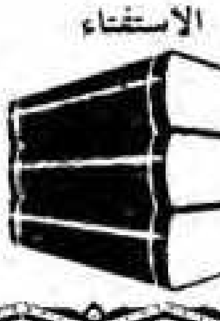

حافظ عبدالوہاب روپڑی

کیا جھوٹ بولنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟

سوال: ایک سنی مسلمان شخص نے کینیڈا میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان کے ''ون'' اخبار میں جھوٹا بیان دیا کہ میں نے شیعہ خاندان کی لڑکی سے محبت کی شادی ہے جبکہ لڑکی کا خاندان بھی سنی ہے، پھر مذکورہ شخص نے جھوٹے بیان کی بنیاد پر فقہ جعفریہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس نے شادی کے وقت فقہ جعفریہ سے تعلق قائم کرلیا تھا، یہ غلط بیانی اس نے اس لیے کی تاکہ کینیڈا کی حکومت کو یہی محسوس ہو کہ اس کی فیملی شیعہ ہے اور ان کی جان کو پاکستان میں سنی مسلمانوں سے خطرہ ہے تاکہ وہ اسے سیاسی پناہ دے دے جس میں اسے کامیابی بھی حاصل ہوئی اور اس نے سیاسی پناہ حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس جھوٹ پر سچی توبہ بھی کرلی۔ اب قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا جھوٹ کے ذریعے انھوں نے اپنا اصل مسلک چھپا کر دوسرے مسلک کا اظہار دنیاوی مفاد کی خاطر کیا تو کیا ایسا کرنے سے ان کا نکاح باطل ہوگیا ہے یا نہیں؟ س

ائل: حافظ عمر بلال پیپلز کالونی اٹک سٹی

الجواب بعون الوہاب: حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ.

''سیدہ اسماءؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میری سوتن ہے، اگر میں اس کے سامنے یہ ظاہر کردوں کہ مجھے خاوند کی طرف سے (استعمال کی چیزیں بہت زیادہ مل رہی ہیں) جبکہ میرا خاوند مجھے وہ چیزیں نہیں دیتا تو کیا اس پر بھی مجھے گناہ ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چیز کسی کو نہیں دی گئی وہ جھوٹ بول کر اس کا اظہار کرے تو وہ بھی جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب المتشبع بمالم ینل ج 19 ص 126 رقم الحدیث: 5219)

سیدنا ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، ثَلَاثًا قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ ''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا (یہ بات فرماتے ہوئے) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پس آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، آپ مسلسل یہ بات دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کہ کاش! آپ ﷺ خاموشی اختیار کرلیں'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الشهادات باب ماقیل فی شهادة الزور، ج 11 ص 131 رقم الحدیث: 2654)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا. ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کیا کرو اس سے اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال درست کردے گا اور تمھارے گناہ معاف کردے گا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا رہے گا اس نے یقیناً بڑی کامیابی حاصل کرلی۔'' (الاحزاب: 71-70) ان آیات مبارکہ میں سیدھی گفتگو سے مراد سچ سے لبریز اور جھوٹ سے پاک گفتگو ہے اور سچ پر مشتمل

گفتگو کرنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے دو فائدے ذکر کیے ہیں۔ایک یہ کہ سچی گفتگو کرنے والوں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ درست فرما دیں گے اور دوسرا ان کے گناہ معاف کر دیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں: لَا یُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ ''حرام کے ارتکاب سے حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔'' (ابن ماجہ کتاب النکاح باب لایحرم الحرام الحلال ص 348 رقم الحدیث: 2015) ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سچی اور سیدھی سادھی بات کا حکم دیتے ہوئے اس کے فوائد سے آگاہ کیا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ بولنے سے منع فرماتے ہوئے اس کو ایک کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔نیز یہ بھی فرمایا کہ حرام چیز کے ارتکاب کرنے کی بناء پر کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔

صورت مسئولہ میں سائل نے دنیاوی فائدے کے لیے جھوٹ بول کر اور اپنے خلاف جھوٹی شہادت دے کر کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا جو کہ کسی ایمان والے کے لیے لائق نہیں تھا، شریعت نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب حرام قرار دیا ہے اس طرح سائل نے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا لیکن اس کے باوجود فریقین کا نکاح شرعاً درست ہے، وہ بحیثیت میاں بیوی زندگی بسر کریں تو شریعت کی طرف سے ان پر کوئی طعن و تاوان نہیں، کیونکہ نکاح حلال ہے اور جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہونے کی بناء پر حرام ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کوئی حرام فعل حلال چیز کو حرام نہیں کرتا اس لیے اس حرام (جھوٹ) کے ارتکاب سے ان کے نکاح پر کسی قسم کا کوئی قدغن نہیں لگایا جا سکتا جبکہ اس جیسے کبائر کی معافی کے لیے شریعت مطہرہ نے سچی توبہ کی شرط رکھی ہے اور سائل نے اس کبیرہ گناہ (جھوٹ) سے صدق دل سے توبہ بھی کر لی اور وہ آج تک اس پر قائم ہے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتے ہیں۔فقط

اللہ کی بارگاہ میں

(قاری تاج محمد شاکر، پتوکی)

اے اللہ! پسند آؤں تجھے ایسا بنا دے	محبت قرآن و سنت میرے دل میں بسا دے
ہر وقت تیرے نبی ﷺ پر درود میں بھیجوں	مسلک محمد ﷺ سے میری لو کو لگا دے
دشمن سے میں محفوظ ہوں اک تیرے سہارے	ذکر اپنے سے اے اللہ میرا سینہ مہکا دے
ہو جائے عطا دل کو میرے ایسی بصیرت	دل میرے کو تو طالب ہدایت بنا دے
ہر ایک کا دکھ سکھ ہو میرا ہی دکھ سکھ	غم انسانیت کا مجھے جام پلا دے
ابو بکرؓ و عمرؓ جیسا ہو وہ جوش و جذبہ	انصارؓ و مہاجرؓ کی مجھے راہ پر لگا دے
دعوت سے ہر اک بزم کفر کو ہلا دوں	دل میرے میں ایمان کی تو شمع جلا دے
میرا محسن عالم سے بڑا کون ہے رہبر	اس رہبر کامل کی مجھے راہ پر چلا دے
ہے حب نبی ﷺ اصل میں سنت سے محبت	اے اللہ دامن میرا بدعت سے چھڑا دے
مجھے دولت دنیا سے نہیں کوئی بھی الفت	اے اللہ مجھے دولت ایمان عطا دے
تاج اس کے سوا اللہ سے کیا اور میں مانگوں	کہ اللہ مجھے چشمۂ صبر و رضا دے

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 42)

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا
يَأْفِكُونَ (117) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (118)
فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ (119) وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ
سَاجِدِينَ (120) قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (121) رَبِّ
مُوسَىٰ وَهَارُونَ (122) قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ
لَكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا
أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (123) لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ
مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (124) قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا
مُنْقَلِبُونَ (125) وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا
جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (126)

"اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال چنانچہ وہ ناگہاں دیکھتے ہی دیکھتے (اژدھا بن کر ان کے سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ گھڑتے تھے (117) آخر کار حق ہی غالب آیا اور جو کچھ انھوں نے کیا وہ سب باطل (بے کار) ٹھہرا (118) تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے۔ اور ناکام و نامراد ہو کر پیچھے ہٹ آئے (119) اور (بے اختیار) جادوگر سجدہ ریز ہو گئے (120) وہ کہنے لگے کہ ہم تو رب العالمین پر ایمان لے آئے (121) یعنی موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے رب پر (122) فرعون کہنے لگا کہ کیا تم میرے اجازت دینے سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے ہو؟ بیشک یہ (تمھاری) ایک چال ہے جسے تم نے شہر میں مل کر چلا ہے تاکہ تم یہاں رہنے والوں سے نکال باہر کر سکو، پھر جلد ہی تم (اس کا انجام) جان لو گے (123) میں تمھارے ہاتھ پاؤں مخالف طرف سے ضرور کاٹ دوں گا پھر میں تم سب کو ضرور بالضرور سولی پر لٹکاؤں گا (124) وہ کہنے لگے! یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں (125) اور (اے فرعون!) تو ہمیں اس بات کی سزا دے رہا ہے کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے پاس آئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے، اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں اس حال میں فوت کر کہ ہم مسلمان ہوں (126)"

مشکل الفاظ کے معانی

أَلْقِ	تو ڈال
تَلْقَفُ	وہ نگلنے لگا
صَاغِرِينَ	ذلیل و رسوا ہونے والے
السَّحَرَةُ	جادوگر
آذَنَ	میں اجازت دیتا
مَكْرٌ	چال
خِلَافٍ	مخالف سمت
لَأُصَلِّبَنَّكُمْ	البتہ میں ضرور تمھیں سولی پر لٹکاؤں گا
أَفْرِغْ	تو ڈال

التوضیح

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ. جادوگروں کے اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا عصا اذن الٰہی سے زمین پر پھینکا تو وہ ناگہاں بہت بڑا اژدھا بن گیا اور اس نے اس میدان میں موجود سانپوں

(جادوگروں کی طرف سے پھینکی گئی لاٹھیوں اور رسیوں) کو نگلنا شروع کر دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے بننے والا اژدھا جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کے پاس سے گزرتا اور انھیں نگلتا چلا جاتا، اس لیے جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے اور وہ جادوگر فوراً سجدہ ریز ہو کر پکار اٹھے کہ آمَنَّا بِرَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ. "ہم موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے رب پر ایمان لے آئے۔"

اس سے حق کا غلبہ ہوا، یہاں تک کہ حق نے جادوگروں کے دین اور مذہب کو بھی فتح کر لیا۔ حق جب انسانی ضمیر پر حملہ آور ہو تو اس سے یکسر دل تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان میں نورِ حق کی روشنی پیدا ہو جاتی ہے جس کا عملی نمونہ جادوگروں کے اس فعل سے ظاہر ہے کیونکہ جادوگر اپنے فن کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے تھے، اگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ چیز جادو ہوتی تو پھر بھی ان جادوگروں کو اس کا علم زیادہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ ماہرِ فن تھے۔ ایک ماہرِ فن کو جب معلوم ہو جائے تو وہ دوسرے لوگوں سے جلدی حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے اس لیے حقیقت واضح ہوتے ہی جادوگروں نے اللہ کی الوہیت کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ

طاغوت ہمیشہ یہی تصور کرتا چلا آیا ہے کہ وہ اپنے ملازمین کے اجسام اور اعمال کو ہی نہیں خریدتا بلکہ ان کے ایمان اور ضمیر کا بھی خود کو مالک سمجھتا ہے اسی لیے وہ اپنی اجازت کے بغیر ان کو کوئی بات کہنے کی جسارت نہیں کرنے دیتا، اگر ان کی طرف سے کوئی ایسا امر واقع ہو جائے تو فوراً ان کے کڑے مواخذے کے لیے تیار ہو جاتا ہے کیونکہ طاغوت اپنی سلطنت اور اختیارات بچانے کی خاطر ہر قسم کے ظلم و ستم کرتے ہوئے رعایا کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اسی لیے فرعون نے جادوگروں کے حق کو قبول کرنے پر اپنے ردِعمل کا اظہار اس طرح کیا کہ یہ ایک تمھاری چال تھی جس کو تم نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر چلایا تاکہ تم یہاں کے رہنے والوں کو نکال دو اور عنقریب تمھیں اس کے انجام کا علم ہو جائے گا۔

اس جرم کی سزا بتلاتے ہوئے فرعون نے شدید دھمکی آمیز الفاظ کہتے ہوئے کہا: لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ. میں تمھارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹوا کر تمھیں سولی پر لٹکاؤں گا اور یہ وہ آخری ہتھیار تھا جو طاغوت ہر دور میں اپنی شان و شوکت بچانے کے لیے استعمال کرتا آیا ہے۔ اسی لیے اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کا بڑا قرار دیا اور انھیں سولی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرعون ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے انسانوں کو سولی پر چڑھانے کی ابتداء کی اور مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کٹوائے۔ (تفسیر طبری ج 2 ص 33-32)

قَالُوا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ

انسان کا دل جب نورِ ایمان سے منور ہو تو وہ راستے میں آنے والی تمام تر پریشانیوں اور مصائب کو خاطر میں نہیں لاتا بلکہ اس کے سامنے توحید کو ترک کرنے پر روزِ قیامت پیش آنے والی پریشانیاں ہوتی ہیں اس لیے وہ بغیر کسی مداہنت اور مصلحت کے طاغوت کے سامنے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے کا اقرار کرتا ہے۔ جس طرح ان جادوگروں نے قبولِ ایمان کے بعد فرعون کے سامنے اس چیز کا اظہار کیا تھا کہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، جس کا عذاب تیرے عذاب سے کہیں زیادہ سخت ہے، ہم آج تیرے عذاب کو صبر کے ساتھ برداشت کریں گے

وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ

مواحد (توحید پرست) اور مشرک (قبر پرست) کے درمیان اصل معرکہ عقیدے کا ہے اور یہی چیز ان کے مابین اختلاف کا سبب ہوتی ہے۔ یہ اختلاف تب ہی ختم ہو سکتا ہے جب فریقین میں سے کوئی ایک اپنا عقیدہ ترک کر دے اور مداہنت اختیار کر لے جبکہ مومن سے یہ دونوں باتیں ہی محال ہیں۔ مومن نہ تو اپنے مؤقف میں تبدیلی اور مداہنت سے کام لیتا ہے اور نہ ہی دشمن سے وہ کسی معافی کا طلبگار ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اس بات

کو بخوبی جانتا ہے کہ عقیدۂ توحید ترک کیے بغیر دشمن سے معافی نہیں مل سکتی اس لیے وہ تمام ایمان لانے والے جادوگر بخوبی جانتے تھے کہ فرعون ہمیں عقیدۂ توحید چھوڑنے پر ہی معاف کرسکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔ اس لیے انھوں نے اُسے کہا کہ ہم سے صرف اس بات کا انتقام لینا چاہتا ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات پر ایمان لے آئے مگر اب ہم کسی صورت بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتے۔

ایک سچا مومن طاغوت کے ساتھ مقابلے کے وقت اپنے رب سے عافیت طلب کرتے ہوئے اس فتنہ پر صبر کرنے کی بھی دعا کرتا اور اس کے ساتھ اپنا خاتمہ اسلام پر چاہتا ہے، اسی لیے انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ یا اللہ! تو ہمیں راہِ توحید میں آنے والی مشکلات پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارا خاتمہ اسلام پر فرما۔

اخذ شدہ مسائل

(1) معجزہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہ نبی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے رونما ہوتا ہے (2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے مابین مقابلے سے صاحب بصیرت لوگوں پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا جادو نہیں بلکہ اللہ کی قدرت ہے اسی لیے وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے (3) مخلوق کے ہر فعل کا ظہور مشیت الٰہی سے ہی ہوتا ہے جس طرح اللہ نے جادوگروں کے دلوں کو ایمان کی طرف پھیر دیا تھا (4) اہل باطل ناکامی کی صورت میں اپنے غلط نظریات پر غور و خوض کرنے کی بجائے اس کو اہل ایمان کی ریشہ دوانی قرار دیتے ہیں (5) جادوگروں نے جب لوگوں کے سامنے توحید الٰہی اور نبوت موسیٰ کا اقرار کیا تو فرعون نے اپنی خفت مٹانے کے لیے عوام الناس کے دلوں میں شبہ ڈالتے ہوئے ان کے ایمان لانے کو موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کی ملی بھگت قرار دیا (6) فرعون عامۃ الناس کو یہ کہہ کر موسیٰ پر ایمان لانے سے دور کر رہا تھا کہ یہ یہاں کے باسیوں کو نکال کر میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے (7) لوگوں کو سولی پر لٹکانے اور ہاتھ پاؤں کو مخالف سمت کاٹنے کی ابتداء فرعون نے کی تھی (8) اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر دلائل حقہ پر غور و فکر کرنے والا انسان فوراً حق کو قبول کرلیتا ہے (9) تاریخ نے یہ بات ثابت کی ہے کہ اہل ایمان کو شجاعت کے ساتھ ساتھ قوت صبر سے بھی نوازا جاتا ہے۔

بقیہ: درس حدیث

اس حال میں کہ تو ثابت قدم رہنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا اور پیٹھ نہ دکھانے والا ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تونے کیسے سوال کیا تھا؟ اُس نے اپنے سوال کو لوٹایا کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میری غلطیاں معاف کردی جائیں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو ثابت قدم رہنے والا ہو، خالص نیت کے ساتھ آگے بڑھنے والا ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو، نیز فرمایا: قرض معاف نہیں ہوگا کیونکہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتلائی ہے۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الاالدین ج7 جزء13 ص27 رقم الحدیث:1885)

رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے کے لیے اجر عظیم (گناہوں کے کفارے) کی نوید سنائی ہے لیکن اس کے ساتھ (چار شرطیں) بیان کی گئی ہیں (۱) رضائے الٰہی کی نیت ہو (۲) مصائب پر صبر کرنے والا ہو (۳) آگے بڑھنے والا ہو (۴) پیٹھ نہ پھیرنے والا ہو لیکن اس کے باوجود شہید کو بھی قرض کی معافی نہیں ہے۔ ان مذکورہ چار شرطوں میں ایک میدان جنگ سے پیٹھ نہ پھیرنا ہے کیونکہ اسے نبی ﷺ نے انسان کو ہلاک کردینے والی سات چیزوں میں شمار کیا ہے لہٰذا ایک سچے مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ حق پر ہوتے ہوئے بھی میدان کارزار سے پیٹھ پھیر کر بھاگے کیونکہ اس کے اس طرز عمل سے دوسرے لوگوں کے دلوں میں دین حق کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور یہی چیز لوگوں کو فتنے میں مبتلا کردیتی ہے جس کی بناء پر معاشرے کا امن تہ و بالا ہو جاتا ہے یوں نئے نئے فتنے سر اٹھانا شروع کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد برپا ہو جاتا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو میدان جہاد سے پیٹھ دکھانے سے منع کرتے ہوئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

وحی الٰہی کا واضح انکار

عطاء محمد جنجوعہ — قسط نمبر 5

اگر مدارس میں سبقاً حدیث پڑھانے کا اہتمام ہوتا تو استاد ضرور راہنمائی کرتے کہ یہ رعایت امت کے سہل کے لیے ہے تا کہ وہ بیماری یا انتہائی مجبوری کے عالم میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے عمل میں گناہ کی مرتکب نہ ہو۔ صحیح بخاری پر بحث مباحثوں سے عام تعلیم یافتہ لوگوں پر یہ اثر پیدا ہوا کہ انھوں نے موجودہ علماء کے سامنے مطالبہ پیش کر دیا کہ وہ از سر نو تحقیق سے جامع بخاری کو مدون کریں۔

آراء وافکار کے کالم میں مطبوعہ خط پڑھیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان پر اللہ کی اطاعت فرض ہے اس کا قرآن میں متعدد جگہ ذکر ہے، اللہ کے احکام تو ہم کو قرآن سے ملتے ہیں اور اُن کی تشریح اور تفسیر اور رسول اللہ کا قول اور فعل احادیث سے ملتا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان احادیث کی کتابوں میں بے حد تحریف ہوتی ہے اور یہ اصل حالت میں باقی نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی اصل کتابیں جلا دی گئیں اور معدوم ہو چکی ہیں۔ چنانچہ آج حدیث کی کتاب پر یہ تصدیق نہیں ملتی کہ یہ اصل کے مطابق ہیں۔

صحیح بخاری کی بعض مثالوں سے یہ بات واضح ہے۔ چار مثالیں درج کرنے کے بعد صاحب موصوف لکھتے ہیں: دراصل شیعہ (حکمرانوں) کا جب حکومت پر قبضہ ہوا تو انھوں نے ساری شکل ہی بگاڑ دی اور ہمارے علماء آنکھ بند کر کے آج تک اس کی پیروی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث اور صحیح حکم سر آنکھوں پر، اس کی اطاعت ضروری ہے، البتہ اب علماء کا کام ہے کہ صحیح احادیث کو الگ کریں اور اپنے دستخط سے اس کو جاری کریں۔ موجودہ حالت میں یہ نا قابل تقلید ہے اور نا قابل قبول ہے اس کو اصح الکتب بعد از قرآن کا درجہ دے کر اپنی من مانی احادیث شامل کر دی گئی ہیں۔'' (ماہنامہ الشریعہ: جون 2005ء، ص: 44)

مدیر صاحب نے خط شائع کر دیا اس کا محاکمہ نہیں کیا اور نہ ہی جولائی کے شمارے میں اس پر کوئی تبصرہ ہی ہوا۔ اُن کے جد امجد بزرگ عالم مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے احسن الکلام میں روایت کے اصولوں کو اپنا کر اپنا موقف منوانے کی کوشش تو ضرور کی ہے تاہم بخاری کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے: ''بخاری مسلم کی جملہ روایات کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق واجماع ہے۔ اگر صحیحین کی معنعن حدیثیں صحیح نہیں تو امت کا اتفاق و اجماع کس چیز پر واقع ہو۔'' (احسن الکلام ج 1 ص 200)

نائن الیون کے بعد امریکہ یکے بعد دیگرے مسلم ممالک کو بمباری سے ملیامیٹ کر رہا ہے، ان کے مروجہ نظام کو درہم برہم کر کے عوامی مذہب اور مغربی تہذیب وتمدن کو فروغ دے رہا ہے جو مسلم ممالک ان سے محروم ہیں اُن کے اعتدال پسند عناصر کو بین المذاہب کانفرنس میں دعوت دے کر اخوت و رواداری کا سبق دیا جا رہا ہے، پھر وہ بین الاقوامی نوعیت کے اہم مقامات پر جا کر مسلمانوں کو اجتہاد جدید کا درس دے رہے ہیں۔

یکم اکتوبر 2004ء کو آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک سٹڈیز کے زیر اہتمام ایک تقریب سے ملائیشیا کے وزیر اعظم اور او آئی سی کے سربراہ ڈاکٹر عبداللہ احمد بداوی نے ''اسلام، عالم اسلام اور مغرب'' کے موضوع پر خطاب کیا، انھوں نے کہا: میں ایسے ملک کے وزیر اعظم کی حیثیت سے بھی آپ سے مخاطب ہوں، جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار رہتے ہیں اور ان میں سے مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اللہ کے فضل سے آج میرا ملک ایک پر امن مستحکم اور جمہوری ملک ہے اور ترقی کے راستے پر تیزی سے گامزن ہے۔ مسلمان، بدھ، سکھ، ہندو اور دیگر تمام مذاہب کے پیروکار امن اور ہم

آہنگی کے ماحول میں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے رواداری کی فضا میں رہتے ہیں۔

اجتہاد کو معاصر مسائل سے ہم آہنگ کرنے کے ساتھ ساتھ مقاصدِ شریعت کے فہم پر بھی از سرِنو توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی قانون یا علمی فکر اپنے آپ کو محض الٰہی متن کی لفظی پیروی تک محدود نہیں رکھ سکتی۔شریعت کو محض بے لچک قوانین کا ایک مجموعہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ ایک نظام اقدار بھی ہے جس میں مخصوص قوانین اور ضابطے بالاتر اقدار کے صوری مظاہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مقاصد شریعت کو سمجھنے اور جدید دور میں اجتہاد کے لیے انھیں ایک بنیاد کے طور پر تسلیم کرنے سے ہم عقلی اور فکری جستجو کی روایت کا چراغ بھی روشن کر سکیں گے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں ایک علمی کلچر کو فروغ حاصل ہوگا۔''(الشریعۃ،دسمبر:2005ء)

ملائیشیا کے سابق وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد میں کانووکیشن میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ انھوں نے قانون کی حکمرانی اور آج کے عالمی ماحول کے تناظر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے حوالے سے جامع خطاب کیا۔جن کے آخری کلمات یہ تھے:

''ہم اسلامی قانون کی حکمرانی پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں،بشرطیکہ ہم ان کی توضیح ضابطوں اور سزاؤں تک ہی نہ کریں بلکہ اس کے بجائے اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ انصاف کے حصول کا ضامن ہو۔اگر ضروری ہو تو ہم اس کی ہیئت کو نظرانداز کر کے اس کی روح پر عمل کریں اور اسلامی قانون کی روح انصاف ہے،ضابطے اور سزائیں اس کی اقسام ہیں اور اسے لازماً تمام قوانین پر لاگو ہونا چاہیے،جو بیان کردہ ہوں یا انسان کے بنائے ہوئے ہوں،انصاف کی حکمرانی ہی اہم ہے۔''

(ماہنامہ الشریعۃ،اپریل 2005ء،ص:7)

ملائیشیا کے سابقہ اور موجودہ حکمران ڈاکٹر صاحبان نے اجتہاد جدید کے بے دریغ استعمال سے تحریک تنویر کو پروان چڑھایا۔لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز کے استاد جناب ڈاکٹر خالد ظہیر مئی 2005ء کے وسط میں ایشیاء فاؤنڈیشن کے تحت مطالعاتی دورے پر ملائیشیا اور انڈونیشیا تشریف لے گئے واپسی پر انھوں نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا،اس کی روشنی میں جائزہ لیں:

ہم نے ملائیشیا میں چار دن گزارے،وہاں ہم کو Sisters in Islam (ایک ادارہ ہے) کے تحت ان کا ٹریننگ پروگرام دکھایا گیا۔ہمیں بتایا گیا کہ وہ کس قسم کا کام کر رہے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ہمارے اپنے معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے نام پر جو مظالم ہو رہے تھے ان کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا(یہ اصلاً 8 خواتین تھیں) کہ ہم مل کر خود یہ جاننے کی کوشش کریں گی کہ دین اسلام کی تعلیمات حقیقتاً کیا ہیں؟ان کا خیال ہے کہ اب تک امت میں دین کی تعبیر اور تشریح کا جو کام ہوا ہے وہ سارے کا سارا مردوں نے کیا ہے الا ماشاء اللہ۔اس لیے ہم ان کے کام کو غیر جانبدار نہیں سمجھتیں۔

چنانچہ انھوں نے جب دین پر غور کیا تو ان کی اپنی آراء وجود میں آئیں جو کہ ان سے بہت کچھ مختلف ہیں جو امت میں معروف اور رائج ہیں، دلچسپ بات یہ ہے کہ ملائیشیا میں چودہ States ہیں اور ان میں سے ہر State کا اپنا شرعی قانون ہے۔

''سسٹرز ان اسلام'' کے ہاں ہمیں جو ٹریننگ کروائی گئی وہ بہت effective تھی۔ایک خاتون تھیں اور ایک مرد جو مل کے ہمیں بتا رہے تھے اور ان کا ماحول،گفتگو،ڈائیلاگ اور Open debate کا تھا۔سسٹر ان اسلام جو آٹھ خواتین تھیں ان کے بقول ان میں سے ایک عالمہ تھیں جنھوں نے باقی سب کو اس حوالے سے روشنی کی راہ دکھائی اور بعد میں یہ معلوم ہوا کہ وہ عالمہ خاتون اصل میں امینہ ودود تھیں جو کافی عرصہ قبل امریکہ چلی گئیں۔یہ خواتین دوسری عورتوں کو Guide کرتی ہیں،انھیں قانونی امداد فراہم کرتی ہیں،ان کو تربیت دیتی ہیں۔اب انھوں نے علماء کو بھی ٹریننگ دینا شروع کر دی ہے۔

اصل میں مختلف مسلم معاشروں میں جب لوگوں میں یہ احساس پیدا

ہوتا ہے کہ ہمارا دین ہے کیا اور کہاں سے حاصل ہوتا ہے تو روایتی علماء حضرات اسے سمجھا نہیں پاتے اور ان کی تعبیرات کے حوالے سے دو قسم کے ردعمل پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو لوگ یہ کہہ کر فارغ ہوجاتے ہیں کہ اب یہ چیزیں قابل عمل نہیں اور وہ دین ہی سے ناتا توڑ لیتے ہیں، البتہ دوسری قسم کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے دین کو خود سمجھیں گے اور جو سمجھ میں آیا اس پر عمل کریں گے، یہ خواتین بھی اسی قسم سے ہیں اور اپنی اس کاوش کے نتیجہ میں انھوں نے دین کی بعض محکم چیزوں کو بھی نیا رنگ دینے کی کوشش کی ہے جو محل نظر ہے۔

جب ہم نے ان سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا آپ کی دین کے اصل ماخذ قرآن وسنت تک بواسطہ عربی زبان رسائی ہے؟ تو اس کے جواب میں انھوں نے کچھ Reaction کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے اگرچہ ہم اس کے لیے بھی کوشش کررہے ہیں

انڈونیشیا میں صورت حال اس سے مختلف ہے، وہاں ہم کو جس ادارہ میں لے جایا گیا وہ بالکل مختلف ہے۔ جس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، انھوں نے ہم کو سیمینار کرائے، جکارتہ کے سیمینار میں تین خواتین تھیں۔ اس میں جن مسائل کو زیادہ اجاگر کیا گیا وہ تھے تعدادِ ازدواج، شوہر کا بیوی کو مارنے کا حق، شوہر کو طلاق دینے کا حق، جو بیوی کو حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وراثت میں لڑکے کا لڑکی سے زیادہ حق ہونا۔ غرض یہ کہ انھوں نے جہاں کہیں بھی اسلامی تعلیمات میں مرد وعورت کے بارے میں رویوں میں تفاوت محسوس کیا اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے یا کم کرنے کی۔

انڈونیشیا میں جو بات میں نے محسوس کی ہے وہ یہ تھی کہ وہاں ان کو پرانے سسٹم میں سے کچھ علما ایسے مل گئے ہیں جو باقاعدہ دین کے دلائل پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ موجودہ آزادیٔ نسواں کی روش عین دین کی روح کے مطابق ہے۔

جو پریزنٹیشن (Presentation) میرے لیے سب سے زیادہ پریشان کن تھی وہ ایک نوجوان عالم کی تھی جس میں انھوں نے یہ بتایا کہ ہمارے ہاں دین سے استنباط کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انھوں نے بتایا کہ اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ امت دین کے مآخذوں میں قرآن، سنت، حدیث، اجماع، اجتہاد، قیاس، مصلحت عامہ کو مانتی رہی ہے لیکن انھوں نے کہا کہ اب حالات کے بدلنے کے بعد ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ تمام کے تمام مختلف ذرائع اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن اب ان کی ترتیب بدلنی چاہیے یعنی ان سے دین کو اخذ نہیں کرنا چاہیے۔ اب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے مصلحت عامہ کو رکھا جائے چنانچہ اب مصلحت عامہ کو دیکھ کر دین کے باقی احکام کو اس کے مطابق ایڈجسٹ کیا جائے گا۔ ان کا اصرار ہے کہ دین کا اب تقاضا یہی ہے۔ (ماخوذ ماہنامہ سوئے حرم جولائی 2005ء)

ملائیشیا اسلامی دنیا میں صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس نے کس طرح ترقی کی؟ مغرب نے ٹیکنالوجی کس معاہدہ کے تحت فراہم کی؟ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے سرمایہ کاری کے لیے ملائیشیا کو کیوں ترجیح دی؟ کیونکہ ملائیشیاء نے مغرب کا پورا پیکج قبول کرلیا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی (صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) نے اپنے خطاب میں چشم دید واقعہ بیان کیا۔ آج سے چند سال پہلے جرمنی میں ایک اجتماع میں جانے کا موقع ملا، میرے علاوہ باقی مفکرین یورپ سے بلائے گئے تھے۔ اس اجتماع کا عنوان تھا ''کیا اسلام مغرب اور یورپ کے لیے خطرہ ہے؟'' جس میں ایک سوال کے جواب میں اپنا تجزیہ پیش کیا کہ اب مسلمان مفکرین اور دانشوروں کی ایک بڑی تعداد اس بات کی نمائندگی کرتی ہے کہ مغربی تہذیب کے مثبت پہلوؤں سے مسلمانوں کو استفادہ کرنا چاہیے، ان کی سائنس اور ٹیکنالوجی، ان کی سہولتیں یہ مسلمانوں کے لیے قابل قبول ہونے چاہئیں اور ان کو اپنانا چاہیے جبکہ ان کے جو منفی پہلو ہیں مثلاً اخلاقی اقدار کے متعلق ان کے خیالات ونظریات یا سیکولرازم اور لامذہبیت یا مرد وزن کی آزادی کا جو ان کے ہاں ہے یہ چیزیں دنیائے اسلام کو قبول نہیں کرنی چاہئیں، تو اس کے جواب میں اجتماع کے شرکاء نے تقریباً بالاتفاق مجھے Controvent کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے آپ اس رویے کو درست سمجھتے ہوں گے لیکن مغرب ان شرائط پر اپنی ٹیکنالوجی اور تہذیب وتمدن سے آپ کو استفادہ کرنے کی اجازت دینے کو

تیار نہیں ہوگا۔ انھوں نے مزید کہا یہ ایک پورا پیکج ہے جس کو آپ کو جوں کا توں قبول کرنا پڑے گا۔ اس میں وہ آپ کو اخذ و انتخاب (Pick and Choose) کی اجازت نہیں دیں گے۔"

(الشریعہ، مارچ 2005ء، ص 12)

محترم ڈاکٹر خالد ظہیر کے مطالعاتی دورہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملائیشیا نے مغرب کا پورا پیکج جوں کا توں قبول کرلیا ہے۔ مغرب میں انجیل کی بجائے علم و وجدان کی بنیاد پر انسانی فلاح کے لیے قانونی مسودے تیار ہوتے ہیں۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا میں مصلحت عامہ کے تحت وحی الٰہی کی تعبیر کا کام جاری ہے تو ان کے ارکان پارلیمنٹ سے قرآن و سنت کے نفاذ کی توقع رکھنا بے معنی ہے۔

یورپ ہو یا امریکہ، عالمی بنک ہو یا اقوام متحدہ ان کا مشترکہ ماٹو عورت کی آزادی ہے، وہ جو چاہے کرے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ملائیشیا، میں شریعت کی تعبیر کا کام عربی زبان سے ناواقف عورتوں کے سپرد ہے۔ ثقافتی روداد مطالعاتی سفرنامہ میں نہیں تھی، وہ بھی یقیناً مغربی ہوگی۔

اسلام کے سنہری دور میں تمام صوبوں میں عدل و انصاف کے لیے شریعت اسلامیہ کا ایک ہی پبلک قانون نافذ تھا۔ جبکہ ملائیشیا کی چودہ ریاستوں میں علیحدہ علیحدہ قانون رائج ہے۔ ظاہری طور پر ہر ریاست کی آزادی کا تصور ابھرتا ہے مگر مستقبل قریب میں تہذیبوں کا تصادم جنم لے گا مشرقی تیمور کی طرح علیحدہ خودمختاری کا رجحان ابھرے گا جس سے ملک کی یکجہتی و سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

اجتہاد جدید کی بناء پر معاشی، سیاسی اور معاشرتی شعبوں میں مصلحت عامہ یا انسانی فلاح کے لیے قانون سازی کا عمل جاری ہے۔ اس سے وحدت الادیان یا روشن خیالی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

روس میں چیچنیا کے مسلمانوں کی آزادی کو کچلنے کا عمل جاری ہے ملائیشیا نے اپنے ملک میں او آئی سی کے اجلاس میں اسے بطور مبصر شرکت کی دعوت دی تھی، اس قسم کے روشن خیالی کے اقدامات کرنے والے سیاسی رہنما اگر مغرب کے دوہرے معیار پر دو چار بیان دے دیں تو مغرب ان کے خلاف تادیبی کاروائی نہیں کرے گا، کیونکہ اس طرح کی بیان بازی سے وہ اسلامی دنیا کے عوام میں مقبول ہو جائیں گے۔ جب وہ کسی سیمینار میں مسلمانوں کو اجتہاد جدید کا ازبر سبق (Lesson) سنائیں گے تو ان کی آواز مسلم عوام میں موثر اور کارگر ثابت ہوگی۔

عالم اسلام کے سیاسی لیڈر اور مذہبی سکالر بیرون ملک سیمینار میں مغربی فلسفے کی روشنی میں اجتہاد جدید کا سبق سن کر آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے ملک میں مسلم عوام کی ذہن سازی کرتے ہیں۔

ایک محقق نے سیدنا عمر فاروقؓ کے کے فہم و فراست کے چند نمونے بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کیا کہ "ضرورت اس امر کی ہے کہ سیدنا عمرؓ کے نقوش اجتہاد کی روشنی میں عصر حاضر کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہ اسلامی کی تشکیل جدید پر توجہ مرکوز کی جائے اور حالات و واقعات کی رعایت رکھتے ہوئے خلق خدا کے حق میں اسلامی احکام و مسائل کی تعبیر کا وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو خود شارع اسلام اور آپ کے بعد سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ نے اختیار کیا۔" (الشریعہ اپریل، 2005ء، ص 5)

عصر حاضر میں خلق خدا کے حق میں جدید تقاضوں کو پیش رکھتے ہوئے فقہ کی تشکیل جدید "تحریک تنویر" اور "ہیومزم" کی ترجمانی ہے۔ متحدہ مجلس عمل نے اپنے کوٹہ کی سیٹوں پر معتمد عورتوں کو پارلیمنٹ میں نمائندگی دی تو اس وقت اجتہاد کے داعی "الشریعہ کے مدیر" کے نام مقالہ ارسال کیا۔ انتظار کے بعد مختصر خط بھی تحریر کیا جس میں مسجد اقصیٰ کی تولیت پر بحث بند کرنے اور مسلم مکاتب فکر کے مابین ہم آہنگی کی فضاء قائم کرنے کے اقدامات کو سراہا وہاں مغرب کی فکری یلغار کے سدباب کے لیے بھی لکھا کہ پارلیمنٹ کے مخلوط ماحول میں عورتوں کی شرکت کو علماء نے نظریہ ضرورت کے تحت گوارا کرلیا ہے تو تعلیم و تربیت کی غرض سے عورتوں کا اپنے محرم مردوں کے ساتھ مسجد جا کر باپردہ نماز جمعہ ادا کرنا کیوں ممنوع ہے؟ آپ اس پر اظہار خیال کریں۔ محترم مدیر صاحب نے خط کا پہلا حصہ شائع کر دیا جب کہ میرا اصل سوال حذف کر دیا۔

(جاری ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا پانے والے بدنصیب

ابوثوبان محمد سلیمان شاکر

بلاشبہ رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ کی بعثت مبارکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہمارے لیے نعمت عظمیٰ ہے۔ آپ ﷺ کی آمد انسانیت کے لیے پیغام رحمت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وما ارسلنك الا رحمة للعلمين. قرآن مجید میں آپ ﷺ کے بے شمار ظاہری و باطنی کمالات کا ذکر خیر بے مثال ولاجواب ہے مگر اس آیت مبارکہ میں سیرت طیبہ کی جامعیت وفضیلت نے دوسری آیات سے آپ ﷺ کو نایاب وممتاز اور منفرد کر دیا بلکہ یوں سمجھیں کہ آپ کی حیات طیبہ کے متفرق خصائص حمیدہ اور منتشر اوصاف عمیدہ کو لطافت کمال سے یکجا کر دیا گیا۔

رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کا ایک اہم پہلو دعا یا بددعا بھی ہے۔ مثلاً: اکثر اوقات آپ نے کسی کے کمالات حسنہ سے متاثر ہو کر لسان نبوت سے اس کے لیے دعا فرما دی، کس قدر خوش نصیب وہ نفوس قدسیات ہیں جن کے لیے سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھے ہوں گے جبکہ آپ ﷺ تو از راہ شفقت ویسے ہی اگر سیدنا عمر بن سعدؓ کے سر پر بچپن میں ہاتھ پھیر دیں تو 80 برس کی عمر تک ان کے سر پر سفید بال نہیں آتے۔

آپ ﷺ شفقت ورحمت کا مجسمہ بن کر تشریف فرما ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ تو اپنے اوپر پتھر برسانے والوں کو بھی دعا سے ہی نوازتے مگر اسی تصویر کا ایک دوسرا رخ وہ سیاہ ترین مقدر کے حامل بدنصیب لوگ ہیں جو اپنے اعمال سیئہ کی پاداش میں امام کائنات کی زبان صداقت سے بددعا کے مستحق بن کر دنیا آخرت میں ملعون ومردود ٹھہرے، باوجود اس کے آپ ﷺ حتی المقدور کوشش فرماتے کہ میں کسی کو بددعا نہ دوں۔

ایک دفعہ مشرکین کی مسلسل کج روی اور اسلام دشمنی سے اکتا کر صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے ان کے حق میں بددعا کی التجا کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ ج 2 ص 323 رقم الحدیث 2599)

گذشتہ دنوں مصنف کتب کثیرہ الشیخ مولانا محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ کی ایک کتاب "دعائے رسول ﷺ پانے والے" نظروں سے گزری جس میں ان نفوس قدسیات کا تذکرہ کیا گیا کہ جن کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی لسان نبوت سے دعائیہ کلمات ادا ہوئے۔

اسی لمحہ اسی تصویر کے دوسرے پہلو کا خیال بھی دل میں آیا کہ ان کے برعکس وہ لوگ کتنے بدنصیب ہیں جن کے حق میں سرور کائنات ﷺ بددعا فرماتے رہے، پھر کتب احادیث کی ورق ریزی کے دوران نظروں سے ایسے بدنصیب لوگوں کا گزر ہوا تو انہیں سپرد قرطاس کرنے کی سوچ نے دل میں انگڑائی لی اور اپنے مشفق ومربی حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ سے اجازت لے کر اس موضوع سخن کو ضبط تحریر میں لانے کا کام شروع کیا تاکہ میرے سمیت تمام مسلمانوں کو اللہ ایسے عبرتناک امور سے اجتناب کی توفیق عطا فرما دیں جن کی بنا پر یہ بدنصیب نبی کریم ﷺ کی بددعاؤں کے مستحق بن کر دنیا وآخرت کی رسوائیوں کا سودا کر بیٹھے۔

کفار مکہ پر بددعا

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جب قریش مکہ نے قبول اسلام میں تعطل کا مظاہرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی اللهم اعنی علیهم بسبع کسبع یوسف اے اللہ! قریش کے مقابلے میں میری مدد فرما کہ ان پر سیدنا یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح قحط نازل کر، چنانچہ قحط پڑ گیا کئی لوگ ہلاک ہو گئے اور باقی بچنے والے مردار اور ہڈیاں تک کھا گئے۔

ان کی بھوک کا یہ عالم تھا کہ آسمان وزمین کے درمیان انہیں

دھواں ہی دھواں دکھائی دیتا تھا۔ آخر ابوسفیان نے سرور کائنات ﷺ کے پاس آکر التجا کی یامحمد ﷺ! جئت تأمر بصلة الرحم وان قومك قد هلكوا فادع الله. اے محمد (ﷺ)! آپ تو صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے پس آپ اللہ سے دعا کیجیے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر رقم الحدیث: 4744)

گستاخانِ نبوت ﷺ پر بددعا

نبی رحمت ﷺ نے جب تک اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا اس وقت بلاتفریق ہر فرد و بشر آپ ﷺ کے اخلاق و صداقت کا معترف تھا مگر جب آپ ﷺ نے اللہ ذوالجلال کے حکم سے اہل مکہ کے سامنے علم توحید بلند فرمایا تو سبھی آپؐ کے دشمن بن گئے غیر تو غیر اس موقع پر اپنے بھی پرائے بن گئے۔ کوہ صفاء پر پہلی اعلانیہ دعوت اسلام کے بعد آپ ﷺ کے حقیقی چچا ابولہب نے دشمنی کی انتہاء کردی اور کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ! تیرا ہاتھ ٹوٹ جائے (العیاذ باللہ) اللہ نے آسمان سے سورۃ لہب نازل فرما کر اس کی ہرزہ سرائی کا منہ توڑ جواب دیا۔

ایک دن اس کا بیٹا عتبہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل رسول اللہ ﷺ کے سامنے بدتمیزی کرنے لگا جب اس کی گستاخی حد سے بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے اس پر بددعا فرمادی "اے اللہ! اپنے درندوں میں سے ایک درندہ اس پر مقرر کردے" جب ابولہب کو اس بات کا علم ہوا تو کہنے لگا مجھے تیری جان کا اندیشہ ہے کیونکہ اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔

جب سفر کر کے شام پہنچے تو رات گزارنے کے لیے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ابولہب نے اپنی قوم کے لوگوں کو اس گستاخ کے پہرے پر مقرر کیا مگر رات کے وقت ایک شیر آیا اور اس بدبخت کو چیر پھاڑ کے جہنم رسید کر گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ نجم آیت 9)

ابتدائے اسلام میں اسود بن زمعہ بن عبدالمطلب نبی ﷺ کو دیکھ کر مذاق اڑایا کرتا اور جسارت توہین کرتے ہوئے آپ اور صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ کر کے کہتا کہ یہ دیکھو تمہارے سامنے روئے زمین کے بادشاہ پھر رہے ہیں جو قیصر و کسریٰ کے ملکوں کو فتح کریں گے۔" استہزائے اسلام کی پاداش میں ایک روز اس بدنصیب کے بارے میں آپ ﷺ نے بددعا فرمادی کہ تو اندھا ہو جائے اور تیری اولاد بھی ہلاک ہو" چنانچہ جنگ بدر میں اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا مارے گئے اور اس کی آنکھوں کی بینائی بھی ختم ہوگئی۔

غزوۂ احد میں جب اچانک جنگ کے حالات بدل جانے سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے تو کفار کے ہر حملے کا مرکز رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ تھی، اس کوشش میں ابن قمیہ بدبخت نے آپؐ پر گستاخانہ وار کیا آپ ﷺ کے دونوں رخسار مبارک زخمی ہو گئے، اس نے وار کرتے وقت یہ کہا تھا کہ لو سنبھالو، میں ابن قمیہ ہوں" آپ ﷺ نے اس کی اس گستاخی پر بددعا دیتے ہوئے فرمایا: اقمئك الله عزوجل اللہ تجھے ذلیل و پست اور برباد کرے۔ آپ ﷺ کی یہ بددعا حرف بحرف پوری ہوئی اس جنگ کے بعد جب یہ ظالم اپنی بکریوں کے ریوڑ کو لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگا تو ایک مینڈھے نے اس بدبخت کو ٹکر ماری، یہ پہاڑ سے گر پڑا نیچے ایک جنگلی بکرا پہلے سے ہی کھڑا تھا جس نے اپنے سینگوں کے مسلسل وار کر کر کے اس گستاخ کو اس کے ابدی انجام تک پہنچادیا۔

رعایا کو مشقت میں ڈالنے والے پر بددعا

منصب حکومت ایک انتہائی اہم ذمہ داری کا نام ہے اور والیان حکومت سے ان کی رعایا کے متعلق باز پرس ضرور ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته (صحیح بخاری کتاب الجمعہ رقم الحدیث: 893) اسی لیے آپ ﷺ جب بھی کسی علاقے میں عمال کو بھیجتے تو انھیں رعایا پروری کی تلقین ضرور فرماتے اور فرائض میں سستی پر تنبیہ بھی کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے بعد یہی انداز خلفائے راشدینؓ کا بھی تھا۔ یہ شیوخ حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی صورت میں بھی ذمہ داران کی ناانصافی یا رعایا کی حق تلفی برداشت نہیں فرماتے تھے کیونکہ جو افراد امت کے نگران بن کر انھیں مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں ان کے لیے نبی ﷺ نے ان الفاظ میں بددعا فرمائی ہے: اللهم من ولي من امر امتي

شئیا فشق علیھم فاشقق علیہ ''اے اللہ! میری امت کے کسی بھی معاملے کا نگران اگر انھیں مشقت میں ڈالے، پس تو اسے مشقت میں ڈال دے۔'' (صحیح مسلم: کتاب الامارۃ)

آج وطن عزیز جو چند مغربی ایجنٹوں کے ہاتھوں کھلونا بن چکا ہے یہ ہمارے حکمرانوں کی ان غلط روشوں کی ہی سزا ہے جو برسراقتدار آ کر قوم کی حق تلفی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس ملک کی عدلیہ مجبور، حکمران مقہور اور میڈیا مغضوب ہو جائے، جہاں عدالتوں میں انصاف برائے نام بھی نظر نہ آئے، جہاں مجبور انسان ایوان حکومت کے دروازے پر خودسوزی کرتے ہوں، جہاں قانون کے رکھوالے چائے کی ایک پیالی پہ بکتے ہوں، جہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا کالا اور اندھا جنگی قانون تھانہ کلچر کی پہچان بن جائے، غریب ظلم واستبداد کی چکی میں پستا ہو، ارباب اقتدار کے ستائے بے بس ولاچار اپنے بچوں کی روٹی پوری نہ ہونے پر پارلیمنٹ کے سامنے خودکشی کر کے ابدی نیند سوتے ہوں ایسے ملک میں امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے؟ کیونکہ انھی لوگوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے بددعا (Curse) فرما رکھی ہے کہ اے اللہ! جو میری امت کے معاملات میں انھیں ستائے تو اس کو مصیبت ومشقت میں ڈال دے۔

علماء صحابہ ؓ کے قاتلوں پر بددعا

غزوۂ احد کے تقریباً 4 ماہ بعد صفر 4ھ میں رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے علاقے میں تبلیغ کی غرض سے علماء وقراء صحابہ ؓ کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے 70 قاری صاحبان کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب یہ قافلہ مبلغین بنوسلیم کے نزدیک بئر معونہ کے کنویں تک پہنچا تو ان منافقین نے صحابہ کرام ؓ کو اپنے گھیرے میں لے لیا، کچھ دیر یہ مردان حریت بھی جواباً ان سے لڑے مگر ان ظالموں نے سب کو شہید کر دیا۔

دوسری طرف عضل اور قارہ قبائل کے مطالبہ پر جو 10 صحابہ کرام ؓ تبلیغ کے لیے بھیجے گئے تھے ان کو بنولحیان والوں نے رابغ اور جدہ کے درمیان رجیع کے مقام پر دھوکے سے شہید کر دیا۔ ان میں سے سیدنا خبیب اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ ؓ بچ گئے جنھیں بعد میں مکہ لے جا کر سولی چڑھا دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ دونوں دلخراش واقعات کی خبر ایک ہی رات میں ملی جس سے آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جانکاہ حادثات (جن میں صحابہ عظام ؓ کے ساتھ غدر وقتل کا یہ گھناؤنا کھیل کھیلا گیا) کے بعد دشمنان اسلام کے خلاف نماز میں قنوت نازلہ کی صورت میں بددعا شروع فرما دی جو ایک ماہ تک جاری رہی۔ اس بددعا کے الفاظ یہ ہیں: **اللھم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات والف بین قلوبھم واصلح ذات بینھم اللھم العن الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلک ویکذبون رسلک ویقاتلون اولیائک اللھم خالف بین کلمتھم وفرق جمعھم وزلزل اقدامھم وانزل بھم بأسک الذی لا تردہ عن القوم المجرمین۔** (صحیح بخاری رقم الحدیث 1003)

آج بھی امت مسلمہ ایسے ہی حالات سے دوچار ہے برما، چیچنیا کشمیر، فلسطین سمیت دنیا بھر کے بیشتر علاقوں میں مسلمان ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ کاش! بلاد اسلامیہ کے سربراہان اور آئمہ مساجد کفر کے خلاف آج پھر اس سنت کا احیاء کر دیں کیونکہ حالات کا تقاضا بھی یہی ہے اور اسوۂ حسنہ کا سبق بھی یہی ہے۔ (جاری ہے)

ضروری اعلان

اہل علم حضرات بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات ؒ کے تلامذہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولانا صاحب ؒ کی مفصل اور جامع سوانح حیات مرتب کی جا رہی ہے۔ مہربانی فرما کر ان کی حیات وخدمات کے حوالے سے مضامین ارسال فرمائیں۔ شکریہ

(منجانب: قاری ابوبکر العاصم المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن جامع مسجد لسوڑے والی بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

(0092-0321-4862936

اللہ تعالیٰ کے سوا نہ داتا ہے اور نہ ہی کوئی مشکل کشا ہے

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

قسط نمبر 1

اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی داتا ہے اور نہ مشکل کشا ہے یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہی نہیں بلکہ یہ دین اسلام کی روح ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا خلاصہ ہے۔ یہی عقیدہ انسان کو اپنے رب کی عبادت اور غلامی پر آمادہ کرتا ہے جس سے اس کی روح کو سکون اور طبیعت میں یکسوئی پیدا ہونے کے ساتھ اسے پریشانیوں میں ڈھارس اور قرار بخشتا ہے۔ جس کا یہ عقیدہ جتنا کمزور ہوگا اتنا ہی وہ اپنے خالق سے دور ہوگا دور ہی نہیں بلکہ در در کی ٹھوکریں کھانا اس کا مقدر بن جائے گا جو ایسے انسان کی ذلت کی انتہاء ہوتی ہے اس ذلت کا دوسرا نام شرک ہے۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت جتلانے اور ہر انسان کو شرک کی ذلت سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کو نہ صرف یہ عقیدہ سمجھایا بلکہ آپ کی زبان سے بار بار اس عقیدے کا اظہار کروایا ہے

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ''یکسو ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا گویا وہ آسمان سے گر پڑا اسے پرندے اُچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔'' (الحج:31)

اہل مکہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فوت شدہ بزرگوں کی ریاضت و عبادت سے خوش ہو کر انھیں اپنی خدائی میں کچھ اختیارات دے رکھے ہیں اسی عقیدے کی بناء پر وہ حج و عمرہ کی ادائیگی کے دوران یہ تلبیہ پڑھتے تھے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ. اہل مکہ کے مقابلے میں یہودی یہ عقیدہ رکھتے تھے اور کہتے کہ عزیز علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کی خدائی میں اختیارات رکھتے ہیں یہی عقیدہ عیسائیوں کا بھی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ اللہ تعالیٰ کے جزء ہیں اور ان سے مل کر خدا کی خدائی مکمل ہوتی ہے اسی لیے وہ اپنی دعا میں حضرت مسیح اور ان کی والدہ کا واسطہ دیتے ہیں۔

بدقسمتی سے بے شمار مسلمان بھی بزرگوں کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں سے خوش ہو کر اپنی خدائی میں انھیں کچھ اختیارات دے رکھے ہیں اس بناء پر یہ لوگ بزرگوں کی قبروں کے سامنے جھکتے اور نیازیں پیش کرتے ہیں تاکہ بزرگ ہماری مشکلات کو دور کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس باطل عقیدۂ کی قرآن مجید میں بار بار نہ صرف تردید فرمائی ہے بلکہ اسے بدترین گناہ اور ظلم قرار دیا ہے: وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی دے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔'' (الانعام:18-17)

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

''کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے لیے بھی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، ہاں! جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی خیر حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔'' (الاعراف:188)

باطل فرقوں کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ وہ انبیاء کرام کے

ذ ے وہ باتیں لگاتے اور مافوق الفطرت کاموں کی توقع اور ان سے ایسے مطالبات کرتے رہے ہیں کہ جس کا انبیاء کرام علیہم السلام نے کبھی دعویٰ نہیں کیا یہی حالت اہل مکہ کی تھی کبھی آپ سے یہ مطالبہ کرتے کہ ہم آپ پر تب تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں یا پھر آپ کے پاس کھجوروں کا ایسا باغ ہونا چاہیے جس میں نہریں جاری ہوں، یہ نہیں تو آپ اپنے دعویٰ کے مطابق آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا ڈالیں اور اگر یہ کام بھی نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو ہمارے سامنے لے آئیں تاکہ ہم ان سے ہم کلام ہونے کے ساتھ ساتھ انھیں دیکھ بھی لیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو آپ کا گھر سونے کا ہونا چاہیے۔

آخری بات انھوں نے یہ کہی کہ آپ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چڑھ جائیں لیکن یاد رکھنا! ہم پھر بھی آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے ایسی لکھی لکھائی کتاب نہ لائیں جس کو ہم خود دیکھ کر پڑھ سکیں۔ان بے ہودہ سوالات کے جواب میں آپ کو صرف اتنا ہی کہنے کا حکم ہوا کہ آپ انھیں فرمائیں کہ میرا رب یہ کرنا چاہے تو اس کے پاس پورا اختیار اور طاقت ہے کیونکہ وہ ہر کمزوری سے مبرا اور پاک ہے لیکن مجھے تو میرے رب نے صرف ایک انسان اور رسول بنایا ہے۔

(بنی اسرائیل:90تا93)

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ "کہہ دیجیے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس کے پیچھے چلتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے فرما دیں کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے۔؟" (الانعام:50)

کفار مکہ آپ ﷺ کو یہ بھی کہتے کہ آپ اور آپ کے ساتھی غریب اور کنگال ہیں ہمارے لیے نہ سہی کم از کم تمھیں اپنے لیے تو رزق کی فراوانی کا انتظام کرنا چاہیے۔اس طرح کبھی وہ قدرت کے پوشیدہ امور یعنی غیب کی خبروں کے بارے میں آپ سے سوال کرتے اور کبھی یہ اعتراض اٹھاتے کہ یہ کیسا رسول ہے جو ہماری طرح انسانی حاجات کا اہتمام کرنے پر مجبور ہے، اسے تو ان حاجات اور ضروریات سے مبرا ہونا چاہیے تھا۔

ان مطالبات اور اعتراضات کے جواب میں آپ کو فقط یہی بات کہنے کا حکم دیا گیا کہ آپ فرمائیں کہ میں نے کبھی ان باتوں کا دعویٰ نہیں کیا میرا دعویٰ تو صرف اتنا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھ پر میرے رب کے پیغامات نازل ہوتے ہیں، میں ان کی اتباع اور ابلاغ کرنے کا پابند ٹھہرایا گیا ہوں اس لیے میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق بات کرتا ہوں اور اس کی پیروی وہ ہی شخص کرے گا جو دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

خیر وشر کے اختیار کا ذکر کرتے ہوئے براہ راست نبی ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو زمین و آسمان میں کوئی ہستی نہیں جو آپ کو نقصان سے بچا سکے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی اور بہتری عطا کرنا چاہے تو زمین و آسمانوں میں کوئی طاقت نہیں جو اس میں رکاوٹ ڈال سکے آپ کو براہ راست مخاطب کرنے کا معنی یہ ہے کہ جب رسول معظم ﷺ اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں تو دنیا میں کون ہے جو نفع ونقصان کا مالک اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکے؟۔

یہ ایسا عقیدہ ہے جو مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی سے بے نیاز کر دیتا ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر مجاہد میدان کارزار میں اترتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے میری حفظ وامان کا ذمہ لیا ہوا ہے اس وقت تک دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور یہی عقیدہ اخلاص کی دولت عطا کرتا ہے جس بناء پر مسلمان دوسرے مسلمان سے پرخلوص محبت کا ناطہ جوڑتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ خیر وشر صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے۔اس کے فیصلے کے سامنے کسی جابر کا جبر اور کسی صالح کی صالحیت رکاوٹ نہیں بن سکتی وہ اپنے

بندوں پر پوری طرح قادر ہے اور کسی کو خیر پہنچانے اور عذاب دینے کی حکمت سے خوب واقف ہے۔

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ. وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ''اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو نہ پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اگر تو نے ایسا کیا تو بلاشبہ اس وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تجھے کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور وہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔'' (یونس:107-106)

توحید یہ ہے کہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات میں کسی زندہ یا مردہ کو شریک نہ سمجھا جائے، یہ عقیدہ دین کی ابتداء اور انتہاء ہے۔ اسے سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ بار بار مختلف انداز اور الفاظ استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اس پر پختہ ہو جاؤ۔ یہی دنیا میں انسان کی کامیابی اور آخرت کی فلاح کا راستہ ہے۔

اس عقیدہ کی اہمیت اور فرضیت کے لیے نبی ﷺ سے لے کر ہر انسان کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کی عبادت کرے اور نہ ہی کسی کو اپنے نفع ونقصان کا مالک سمجھے، اسی سے انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ زندگی کے ہر میدان میں انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ مخلص ہو کر رہنے کا سبق دیتا ہے کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ نفع ونقصان کا مالک صرف ایک اللہ ہے اگر وہ نہ چاہے تو کوئی مجھے نہ فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس عظیم تصور اور عقیدے کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے رسول کو مخاطب کیا ہے کہ اے رسول! اگر آپ بھی اس عقیدہ سے ہٹ جائیں تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

یہاں ظلم سے مراد شرک ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے ظالم ہوں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے مثال ہستی اور اس کی عظیم صفات کے ساتھ مردوں اور دوسروں کو شریک بناتے ہیں۔ اس عقیدہ کو سمجھانے اور اس پر پکا رہنے کے لیے رسول مکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس ؓ کو یوں فرمایا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ ''سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا: اے بچے! اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو اللہ تیری حفاظت کرے گا ہر حال میں اللہ کو یاد رکھو تو اسے اپنے سامنے پائے گا جب مانگے تو فقط اللہ ہی سے سوال کرو، مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ اگر ساری دنیا والے تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے اگر تمام کے تمام لوگ تجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے قلمیں اٹھا دی گئیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' (مسند احمد)

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ. وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ''اللہ'' لوگوں کے لیے اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کے لیے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد

کوئی کھولنے والا نہیں، وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ اے لوگو! تم پر جو اللہ کے انعامات ہیں انھیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔ اے نبی! اگر یہ لوگ تمھیں جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) تجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں اور سارے معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔"

(فاطر:42)

یہ ایسا عقیدہ و فکر ہے جس سے انسان نہ صرف مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے بلکہ دردر کی ٹھوکریں کھانے سے بھی بچ جاتا ہے، اس کے اخلاق اور معاملات میں اخلاص کا پہلو غالب ہوتا ہے، وہ کسی کے ساتھ اس لیے ہمدردی نہیں کرتا کہ آنے والے کل کو یہ اُسے ضرور فائدہ پہنچائے گا، وہ کسی بڑے کو سلام کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خوف نہیں ہوتا کہ اگر اس نے اسے سلام نہ کیا تو یہ اُسے کسی چیز سے محروم کر دے گا کیونکہ اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جو چیز میرا رب مجھے عطا کرنا چاہے گا اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس چیز کو اس نے روک لیا اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اس عقیدہ کو تازہ اور پختہ رکھنے کے لیے نبی اکرم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

مشرک جن کو اپنا سفارشی خیال کرتے ہیں وہ تو اپنے نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کو کیا بتلائیں گے؟ کیونکہ اپنے آپ کی بھی خبر نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ "پوچھیں آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ فرمادیں اللہ ہے، فرمائیں پھر کیا تم نے اس کے سوا حامی بنا رکھے ہیں جو اپنے آپ کے نہ نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ فرمادیں کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ کیا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح کچھ پیدا کیا ہے تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہو گئی ہے؟ فرمادیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے اور بہت زبردست ہے۔" (الرعد)

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ "اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، فرمادیجئے! کیا تم اللہ کو ان چیزوں کی خبر دیتے ہو جنھیں وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں۔" (یونس:18)

بے شمار کفار اور کلمہ پڑھنے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا ان چیزوں اور معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں، جب انھیں سمجھایا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے یہ تو ہمیں اللہ کے قریب کرتے اور اس کے حضور ہماری سفارش کرتے ہیں۔

اس دعویٰ کی تردید اور باطل عقیدے کا مؤاخذہ کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ اور ہر موحد کو فرمایا گیا ہے کہ ان سے پوچھو کیا تم اللہ تعالیٰ کو بتلانا چاہتے ہو گویا کہ وہ زمین و آسمان کے معاملات سے بے خبر ہے۔ حالانکہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب جانتا اور پل پل کی خبر رکھنے والا ہے تم اپنے باطل معبودوں کو سفارشی ٹھہرا کر ایسا دعویٰ کرتے ہو کہ جس کی سچائی کے لیے رائی کے دانے کے برابر بھی دلیل اور اس کا وجود زمین و آسمان میں نہیں پایا جاتا۔ جس بات اور چیز کا سرے سے ثبوت ہی نہ ہو اس کا دعویٰ کرنا حد درجے کی حماقت اور بے ہودہ گوئی کے سوا کچھ نہیں لہٰذا تمھارے باطل تصورات اور عبادات سے اللہ تعالیٰ مبرا اور پاک ہے۔

(جاری ہے)

قانون

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

محفلِ یاراں میں کسی نے قانون کی تعریف پوچھی شرکائے مجلس نے اپنی اپنی آراء سے نوازا لیکن سوال کرنے والا ہر ایک کی رائے سن کر مسلسل نفی میں سر ہلا کر اظہارِ اختلاف کرتا رہا۔ بالآخر سب نے حیرت کے ساتھ اختلاف کی وجہ پوچھی تو اس نے سوال در سوال کرتے ہوئے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ کیا بیان کی گئی کسی ایک تعریف کے ساتھ بھی قانون دنیا میں کہیں لاگو ہے؟ یہ سن کر سب لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ تمام اس سوچ میں گم ہو گئے کہ واقعی بیان کردہ تعریفات کے مطابق قانون کا نفاذ تو دنیا میں کہیں بھی نظر نہیں آ رہا، پھر اس نے قانون کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''فی زمانہ قانون طاقت کا دوسرا نام ہے'' اس نے مزید کہا کہ اگر روئے زمین کے 100 نہیں تو 90 فیصد حصے پر یقیناً یہی قانون کارفرما ہے۔

اس کی یہ بات سن کر ایک مرتبہ پھر سامعین ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے پھر کچھ دیر بعد تائیدی کلمات سے اس دل پذیر بات سے اتفاق کرتے ہوئے بولے کہ یہ نکتہ تمہیں کس نے سمجھایا؟ یہ سن کر اس کے منہ سے ٹھنڈی آہ نکلی اور اس نے کہا کہ بزرگوں سے سنتے چلے آ رہے تھے کہ کاش! کمزور کو اس کی ماں نے نہ جنا ہوتا'' شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ بھی فرما گئے ہیں۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

دورِ حاضر میں ہر جگہ یہی قانون جاری و ساری ہے، طاقتور سمجھتا ہے کہ میں جو چاہوں کر گزروں مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور میری مرضی کے بغیر دنیا میں کہیں کوئی پتہ بھی نہ ہلنے پائے۔ شخصی آزادی کے ان نام نہاد دعویداروں نے کمزور و غریب کا مال تو کیا اس کی جان بھی اپنے ہاتھ میں سمجھ رکھی ہے، گویا کہ اس کا جینا اور مرنا انھی کی صوابدید پر ہے۔

قانون کو بھی وقت کے یہ فرعون اپنا غلام سمجھتے ہیں کہ موم کی ناک کی طرح جدھر چاہیں اس کا رخ موڑ دیں۔ یہ لوگ اس بات کا عملی ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ نمرود ابھی تک نہیں مرا، فرعون کی باقیات ہنوز گلی سڑی نہیں، شداد سے ہم کم نہیں، یہ ان کے نظریات کے آئینہ دار ہیں، یہ اپنے جیسے بڑے بڑوں پر کئی بار قدرت کی لاٹھیاں برستی دیکھنے کے باوجود بھی اپنے اس کالے قانون پر نازاں و شاداں اور عمل پیراء ہیں۔

حقیقت میں ایسا قانون تو جنگل میں بھی نہیں نظر نہیں آتا، جنگل میں رہنے والے درندوں اور موذی جانوروں کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں شیر کو جنگل کا بادشاہ اسی لیے کہتے ہیں کہ جب اس کا پیٹ بھر جائے تو کسی جانور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا یہ مقام بھیڑیا اسی لیے نہ پا سکا کہ بھیڑ بکریوں کے باڑے میں گھس جائے تو کھاتا کم اور مار سب کو جاتا ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا، بھیڑ کے بچے کو منہ میں دبوچ کر بھاگا جا رہا تھا کہ ایک شکاری نے دیکھ کر اس کا تعاقب کیا اور بھیڑ کے بچے کو چھڑا کر گھر لے آیا۔ رات کے کسی پہر اسے خیال آیا کہ اگر اس کے مالک کو پتہ چلا تو کل آ کر مجھ سے لے جائے گا، چنانچہ فوراً اٹھا اور چھری تیز کر کے اس بچے کو ذبح کرنے لگا، جونہی اس نے اس کی گردن پر چھری رکھی تو اس بے زبان نے بول کر کہا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ بھیڑیا بڑا ظالم ہے مگر اب سمجھ آئی کہ نہیں، دنیا میں اور بھی بڑے بڑے ظالم موجود ہیں۔

آج پورا عالمِ اسلام دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ معصوم، بے گناہ اور امن پسند لوگوں کے خون کے پیاسے آج سے نہیں صدیوں سے روئے زمین پر دندناتے پھرتے ہیں۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ جنگ میں ہر چیز جائز ہے، گویا دورانِ جنگ ان کے ہاں کسی قاعدے اور قانون کی پابندی ضروری نہیں لیکن جس نے دنیا میں پہلے پہل جنگ کا نقشہ یوں بدل ڈالا کہ ایک خونِ ناحق بہنے نہ پایا اور اس کے خون کے پیاسے پہلے اسلامی دار الخلافہ میں پہنچ گئے تھے۔

ان دہشت گردوں کو دیکھ کر محسن انسانیت ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہی دوسری طرف کر لیا تھا۔ انھی کی ذریت آج بھی جگہ جگہ خونِ مسلم سے ہولی کھیلنے کے مرغوب مشغلے میں مصروف ہے یہ لوگ کہیں ڈرون حملوں کی صورت میں اور کہیں درسگاہوں میں معصوموں کے خون سے ہاتھ رنگ کر تسکین پاتے ہیں۔

امن کی آشا کے علمبردار اگر واقعی مخلص ہوتے تو دنیا میں امن کا قانون لاگو کرنے کی بات کرتے لیکن انھوں نے اپنے لیے کچھ اور دوسروں کے لیے کچھ اور اصول اپنا رکھے ہیں۔ چاہیں تو کسی کو اس کے گھر سے اٹھا لے جا کر خود ساختہ قانون کی آڑ میں تختۂ دار پر لٹکا دیں، لیکن کمزوروں کو اس بات کی بھی اجازت نہ دیں کہ وہ کھلے عام دہشت گردی کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا سکیں۔ اپنے اندرونی معاملات پر کسی کو بولنے کی اجازت نہ دیں اور خود چاہیں تو کمزوروں کے گھر میں گھس کر اپنی منوالیں۔
ربنا اطمس علیٰ امرالهم و اشدد علیٰ قلوبهم فلا يؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم.

پاکستان میں ایک طویل عرصے سے سزائے موت کا قانون تعطل کا شکار تھا، کس کے اشارے پر خون کی ہولی کھیلنے والوں سے جلد نمٹنے کے لیے ہمارے سپہ سالار کی اس درخواست پر کہ سزائے موت کے قیدیوں کے بارے میں عدالتی احکامات پر عمل درآمد کیا جائے لیکن جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ حکومت پاکستان ابھی کروٹ بدلنے نہیں پائی تھی کہ اقوامِ متحدہ بھی رکاوٹ ڈالنے کے لیے نکل پڑی ہے۔ اگر اقوامِ متحدہ ایسے خونخواروں کو انجام تک جلد پہنچانے کی درخواست کی تائید کرتی تو کتنی قابلِ ستائش بات ہوتی لیکن افسوس! جبر و استبداد کے ہوے کے سامنے کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔

دنیا کے تمام مذاہب امن کا پیغام دیتے ہیں۔ قیامِ امن کے لیے اللہ رب العزت نے قانون شکن عناصر کے لیے سخت قوانین اُتارے ہیں۔ اہل کتاب کی طرف نازل شدہ آسمانی صحائف میں قصاص کا جو ذکر موجود ہے قرآن ان کا موئید ہے۔

قاتل کو قصاص میں قتل کرنا ہرگز ظلم نہیں بلکہ یہ تو صرف مظلوم کی دادرسی اور انصاف ہے، اسی میں انسانیت کی بقاء ہے جبکہ فرمانِ الٰہی ہے کہ ''اے اہل فراست! قصاص میں تمھاری بقاء و حیات کا راز ہے'' جن ملکوں میں سزائے موت کا قانون فعال ہے وہاں قتل کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، مملکتِ سعودیہ اس کی منہ بولتی تصویر ہے۔

قانونِ قصاص میں کسی کی جان تلف کرنا مقصود نہیں بلکہ اس ناسور کو ختم کرنا مقصود ہے جو کئی اور جانوں کے ضیاع کا موجب بنتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر ایک گینگرین زدہ عضو کو کاٹ کر اس لیے جسم سے الگ کر دیتے ہیں کہ باقی جسم کی بقاء مقصود ہوتی ہے، اگر اس عضو کو جسم سے علیحدہ نہ کیا جائے تو اس بیماری کا شکار ہو کر مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ مذہب یہ نہیں چاہتا کہ انسانیت کا دشمن اللہ کی زمین پر اکڑتا پھرے، مذہب کا مقصد صرف انصاف کی فراہمی ہی نہیں بلکہ جرائم کا خاتمہ اور دوسروں کو عبرت دلانا بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب قانون شکن عناصر خصوصاً اخلاقی جرائم کے مرتکب لوگوں کو سرِ عام سزا دینے کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ زنا کے جرم میں ملوث افراد کی سزا کی حد مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ نے فرمایا: ''ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک جمِ غفیر وہاں موجود ہونا چاہئے۔'' تاکہ انھیں ایسی کڑی سزا ملنے پر دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں تو حکومت سے اپیل کروں گا کہ کسی بھی مجرم کو جسمانی سزا سرِ عام ایسی جگہ دی جائے جہاں لوگ کثیر تعداد میں موجود ہوں، یہی مذہبی آفاقی اور متفقہ اصول ہیں۔ دیگر مذاہب اگر اپنی کتابوں کے مطابق قانون کا نفاذ نہیں کرتے تو ان کی مرضی، لیکن ہم مسلمان نہ صرف ان قوانین کو عملی جامہ پہنائیں بلکہ اغیار پر عقلاً و نقلاً ثابت کریں کہ یہ ہمارے اور تمھارے مذاہب میں مشترکہ اور امن کا پیامبر قانون ہے۔

ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ

عبدالرشید عراقی

ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے برادر اصغر ہیں ان کے والد محترم کا نام شیخ ظہور الٰہی تھا، شیخ ظہور الٰہیؒ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، بڑے وضعدار، فیاض اور خاص کر علمائے حدیث کے بڑے قدردان تھے۔ علمائے حدیث کی مجالس میں بڑے ذوق وشوق سے شریک ہوتے اور ان کی دعوت وارشاد سے خوب مستفیض ہوتے تھے، علمائے کرام کی صحبت نے ان میں دین اسلام اور قرآن وحدیث سے محبت، وابستگی اور تبلیغ کا جذبہ پیدا کر دیا تھا، یوں دینی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ علمائے کرام کے صحبت نے ان کو کندن بنا دیا۔

بہرحال شیخ ظہور الٰہی مرحوم دعوت اسلام کا بہت زیادہ جذبہ رکھتے تھے کبھی کبھی مساجد اور جلسوں میں تقریریں بھی کرتے تھے۔ سامعین کو نماز، روزہ اور دینی مسائل سے آگاہ کرتے اور خرافات وبدعات ومحدثات سے اجتناب کرنے کی بھی تلقین کرتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی بڑی اچھی تربیت کی۔ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیا اور اپنے پانچ بیٹوں کی صحیح اسلامی ودینی نہج پر تربیت کی۔ آپ نے سن 2002ء میں مدینہ منورہ رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر فضل الٰہی 1947ء بمطابق 1366ھ میں محلہ احمد پورہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، آپ نے بی اے تک تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی اور ساتھ دینی تعلیم سے بھی مستفیض ہوئے، دینی تعلیم جامعہ ابراہیمیہ (رحمانیہ) اور جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے حاصل کی، دینی تعلیم میں ان کے مشہور اساتذہ یہ تھے (۱) مولانا محمد علی جانبازؒ (۲) شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ (۳) حافظ الحدیث مولانا حافظ محمد گوندلویؒ (۴) حافظ عبدالمنان نور پوریؒ (۵) مولانا عبدالرحمن لکھوی وغیرہم۔

پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر فضل الٰہی سعودی عرب تشریف لے گئے اور جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ فراغت تعلیم کے بعد اسی جامعہ میں تدریسی خدمات سرانجام دینے لگے اور کئی سال تک آپ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے، اسکے بعد پاکستان واپس آگئے اور انٹرنیشنل یونیورسٹی میں حدیث کے پروفیسر تعینات ہوئے۔ اب ملازمت سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور اب آپ کا زیادہ تر وقت دعوت وتبلیغ اور تصنیف وتالیف میں گزرتا ہے۔

سعودی عرب جانے سے قبل ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور والہ آباد (وزیر آباد) کی اہلحدیث مساجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب خطابت میں اپنا مقام رکھتے ہیں، ان کی تقریر بڑی جامع اور سامعین کے دلوں پر اثر کرنے والی ہوتی ہے۔ قرآن واحادیث کے حوالوں سے مزین خطاب کرتے ہیں، کوئی بھی واقعہ بیان کرتے ہیں تو صحیح حوالہ سے سامعین کو آگاہ کرتے ہیں ان کی تقریر سے ان کے ذوق مطالعہ، تبحر علمی اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب تقریر وتحریر کے میدان کے شہسوار ہیں۔ زبان و قلم میں بلاء کی شگفتگی ودلاویزی ہے۔ آپ کی تقریروں میں علم وروحانیت، فکر وبصیرت اور تحقیق وکاوش کے جواہر کے ساتھ ساتھ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی دلاویزیاں چمکتی دمکتی نظر آتی ہیں۔

عادات وخصائل

ڈاکٹر فضل الٰہی عادات وخصائل کے اعتبار سے جامع الکمالات ہیں اور گوناگوں صفات کے حامل ہیں۔ سادگی ان کا طرۂ امتیاز ہے، شفیق و مہربان ہیں اور دوستانہ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی شخصیت اس قدر پرکشش ہے کہ جو ایک بار ملتا ہے آپ کے اخلاق وعادات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں

رہ سکتا بلکہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور درج ذیل شعر (کچھ ترمیم کے ساتھ) ان پر صادق آتا ہے۔

بہت لگتا ہے جی ان کی محفل میں
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہے

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب اپنی وضع کے پابند، اخلاق و شرافت کا مجسمہ اور علم و حلم کا پیکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ اتنے بڑے مبلغ اسلام، عربی، اردو اور انگریزی زبانوں کے مصنف ہونے کے باوجود مزاج میں رعونت، اکڑفوں، خودستائی اور شیخی نہیں ہے، ان میں اخلاص، للّٰہیت، ذہانت و فطانت، قابلیت و لیاقت، امانت و دیانت شفقت و محبت، محبت و اُلفت، تقویٰ و طہارت، مساوات و اخوت، رعب و حشمت، احترام و عظمت، اخلاق و مروت، وضع داری و رواداری، خوش مذاقی اور خوش گفتاری ان کے کردار کے نمایاں اوصاف اور خاص جوہر ہیں

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب بڑے حساس و فطین اور شگفتہ مزاج ہیں ان میں لادین حضرات کی طرح خشک مزاجی نہیں ہے بلکہ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک ہیں۔ بہت زیادہ متبع سنت ہیں، ان کی پوری زندگی قناعت، وفا و ایثار اور قربانی، اپنوں اور غیروں سے ہمدردی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ راقم الحروف کی جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ہے، یقیناً میں بیان نہیں کر سکتا کہ کس قدر محبت و خوش اخلاقی سے ملتے ہیں، بغلگیر ہوتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں، حال و احوال اور خیریت دریافت کرتے اور دعا دیتے ہیں۔

تصانیف

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب حفظہ اللہ اپنے عہد کے صاحب تحقیق مصنف ہیں، ان کی تمام تصانیف (عربی و اردو) اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع اور ان کے تبحر علمی، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا آئینہ دار ہیں، ڈاکٹر صاحب عربی و انگریزی اور اردو زبانوں کے کامیاب مصنف ہیں۔ ان کی عربی تصانیف کی تعداد (30) ہے اور اردو کتابوں کی (31) ہے۔ عربی کتابوں کے نام بوجہ طوالت حذف کیے جاتے ہیں اور اردو کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تقویٰ اہمیت، برکات، اسباب (۲) سیدنا ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد (۳) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ (۴) نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب (۵) نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم (۶) نبی کریم ﷺ بحیثیت والد (۷) نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں (۸) بیٹی کی شان و عظمت (۹) فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے (۱۰) قرض کے فضائل و مسائل (۱۱) فضائل دعوت (۱۲) دعوت دین کس چیز کی طرف دی جائے (۱۳) دعوت دین کسے دیں (۱۴) دعوت دین کون دے (۱۵) دعوت دین کہاں دیں (۱۶) نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں (۱۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت (۱۸) والدین کا احتساب (۱۹) بچوں کا احتساب (۲۰) مسائل قربانی (۲۱) مسائل عیدین (۲۲) لشکر اسامہ کی روانگی (۲۳) رزق کی کنجیاں (۲۴) جھوٹ کی سنگینی اور اقسام (۲۵) حج و عمرہ کی آسانیاں (۲۶) حج و عمرہ کی آسانیاں (مختصر) (۲۷) باجماعت نماز کی اہمیت (۲۸) باجماعت نماز کی اہمیت (مختصر) (۲۹) زنا کی سنگینی اور اس کے برے اثرات (۳۰) تفسیر آیت الکرسی (۳۱) زنا سے بچاؤ کی تدابیر۔

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب کی کئی کتابوں کے انگریزی، فارسی، بنگالی، انڈونیشی اور فرانسیسی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ دوران خطبہ و تقریر رسول اللہ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ﷺ اور صحابی کے اسم گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا انھوں نے لازمی قرار دے رکھا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت انھیں خوش و خرم رکھے اور ان کا سایہ تا دیر ہم پر قائم رکھے۔ آمین

جماعتی خبریں

بھارتی جارحیت پر عالمی اداروں کی خاموشی انتہائی قابل مذمت ہے

بھارت کی جانب سے سیز فائر معاہدے کی مسلسل خلاف ورزی پر عالمی برادری سختی سے نوٹس لے، اقوام متحدہ سمیت امن اور حقوق انسانیت کے علمبردار دیگر تمام ادارے بھارتی جارحیت کی روک تھام کے لیے ہنگامی اقدامات کریں۔ خطے میں بھارت کی جارحیت، اجارہ داری اور کسی بھی قسم کی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے خطبہ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ شکر گڑھ سیکٹر میں گولہ باری اور فلیگ میٹنگ کے بہانے ہمارے جوانوں کو شہید کر کے بھارت نے اسلام دشمنی کا کھلم کھلا ثبوت دیا ہے۔ بھارت کی اس جارحیت اور بربریت پر عالمی اداروں کی خاموشی انتہائی قابل مذمت ہے۔ بھارت دوغلی پالیسی پر کاربند ہے۔ بھارت دہشت گردی جیسے گھناؤنے جرم کا مرتکب ہے اور آئے روز عالمی قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہوئے لائن پاکستانی حدود میں بلا اشتعال فائرنگ کر رہا ہے۔ بھارتی بنیا ایک طرف تو خطے میں امن قائم کرنے کی باتیں کرتا ہے مگر دوسری طرف امن کو سبوتاژ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ بھارت خطے میں اپنا دبدبہ قائم کرنے کے لیے اسلحے کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ امن کے قیام اور مذاکرات کی فضا کو یقینی بنانے کے لیے ہتھیاروں اور اسلحہ کے ڈھیر کی نمائش نامناسب ہے۔ سرحدی حدود کی خلاف ورزی کیے جانے پر بھارت کیخلاف عالمی سطح پر دباؤ بڑھایا جائے۔ انھوں نے حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی حکمران بیانات سے بڑھ کر عملی طور پر اقدامات کرتے ہوئے حب الوطنی کا مظاہرہ کریں اور بھارت کے سامنے دوٹوک موقف کا اظہار کریں۔

اسلام امن پسند مذہب ہے

حکومت وقت سودی نظام کا خاتمہ کر کے اسلام کے اقتصادی نظام کو اپنالے تو معاشی بحران کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے حکومت بے روزگاری اور مہنگائی پر قابو پانے کے لیے ایسے معاشی و اقتصادی پروگرام عمل میں لائیں جو سود اور غیر ملکی پالیسیوں سے پاک ہوں۔ ان خیالات کا اظہار ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث حافظ عبدالوہاب روپڑی نے احباب جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ اسلام امن کا دین ہے اس میں دہشت گردی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں بلکہ وہ کھلے عام دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔ اسلام نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ٹھہرایا ہے بلکہ اسلام تو اقلیتوں اور ذمیوں کے حقوق کو بحسن خوبی انجام دینے کا حکم دیتا ہے۔ ایسے پاکیزہ مذہب کا بھلا دہشتگردی سے کیا واسطہ؟ اس لیے غیر ملکی ایجنٹ چند سکوں کی خاطر ملک کے امن کو تہ و بالا نہ کریں۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وطن عزیز میں امن و سکون کی فضا ہموار کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا منہ توڑ جواب دیں۔ انھوں نے کہا کہ بھارتی حکمران مت بھولیں کہ پاکستانی افواج بھارت کی طرف سے کسی بھی قسم کی جارحیت کا بھرپور جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔ جذبۂ ایمانی سے سرشار پاکستانی افواج اور سول شہری اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے بھی ملک پر آنچ نہیں آنے دیں گے

مولانا شکیل الرحمن ناصر نے کہا کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی قوم کو نئے سال کا تحفہ موجودہ حکومت کا خوش آئند کارنامہ ہے۔ تیل کی قیمتوں میں کمی کا براہ راست فائدہ غریب عوام کو پہنچانے کے لیے حکمران منافع خوروں کے گرد گھیرا تنگ کریں تاکہ حکومت کے اس احسن کام کا زیادہ سے زیادہ فائدہ غریب عوام کو فوراً مل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں کمی سمیت دیگر مسائل کے حل کے لیے بھی حکومت ہنگامی طور پر کوششیں کرے۔

(شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث پاکستان)

تبلیغی رپورٹ

مورخہ 26 دسمبر 2014 کو مظفر آباد، آزاد کشمیر میں خطبات جمعۃ المبارک کے لیے حضرت مولانا حافظ محمد رفیق طاہر فاروق آبادی ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث پاکستان، پروفیسر سیف اللہ خالد ترجمان جماعت اہلحدیث پاکستان، مولانا پروفیسر الشیخ طلعت محمود راولپنڈی، مولانا حافظ محمد صدیق عابد اسلام آباد، مولانا قاری محمد رفیق اختر کاشمیری کی دعوت پر تشریف لائے

تو علمائے کرام کی بڑی تعداد نے ان کا استقبال کیا۔

انھوں نے خطبہ جمعۃ المبارک اور مختلف مساجد میں سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ولادت کا مطلب رقص و سرور کرنا نہیں بلکہ اطاعت وفرمانبرداری کرنا ہے۔ ہر کلمہ گو انسان کا حق بنتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو پر سیرت النبی ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھے کیونکہ روز محشر انسان کی نجات کا دارومدار اسی پر منحصر ہے اس کے بعد شام کو سیکٹی باغ جامع مسجد عمر فاروق میں ایک جماعتی اجلاس ہوا جس میں احباب جماعت نے بھرپور شرکت کی اور 2-3 اپریل کو ایک فقید المثال کانفرنس کروانے کا اعلان کیا جس میں مہمان خصوصی شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان ہوں گے اور خطیب جمعۃ المبارک مفسر قرآن، مفکر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان ارشاد فرمائیں گے۔ نیز ملک بھر سے جید علمائے کرام کانفرنس سے خطاب کریں گے۔ تفصیلی اشتہار عنقریب شائع ہو جائے گا۔

(شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث مظفرآباد، آزاد کشمیر)

اہلحدیث کانفرنس جام پور

جامعہ محمدیہ اہلحدیث جام پور کی سالانہ ''اہلحدیث کانفرنس''، مورخہ 4-5 اپریل بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک کے نامور جید علمائے کرام خطاب فرمائیں۔ (ان شاء اللہ) نیز قرب وجوار کے احباب جماعت اپنے پروگرام ترتیب دیتے وقت مذکورہ تواریخ کو مدنظر رکھیں۔

(منجانب: محمد اسماعیل ساجد مدیر جامعہ محمدیہ جام پور)

قاری سیف اللہ کو صدمہ

قاری سیف اللہ لاہور اور چوہدری عبدالمالک کے برادر اصغر بابا محمد صدیق پیر گھرانے کوٹرادھاکشن کا جواں سالہ بیٹا حافظ محمد عرفان فاضل جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 30 برس کی عمر میں اچانک ٹرک حادثہ میں شدید زخمی ہونے کے بعد 4 دسمبر 2014 کو انتقال کر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم شریف النفس، مہمان نواز اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے پسماندگان میں 3 بیٹیاں، 2 بیٹے اور ایک بیوہ شامل ہیں۔ ان کی نماز جنازہ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں حافظ نصر اللہ بھٹی، حافظ امتیاز احمد، حافظ زکریا، مولانا ثناء اللہ، حافظ محمد صدیق، مولانا محمد ابراہیم ڈاہروی، پروفیسر عبدالحکیم سیف، ڈاکٹر احمد اللہ سلیم، مرکزی جمعیت اہلحدیث، انجمن تاجران اور علاقہ کے سیاسی رہنماؤں اور سمیت کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین

مولانا محمد ابراہیم ڈاہروی کو صدمہ

مولانا محمد ابراہیم ڈاہروی لاہور، قاری محمد اسماعیل عوامی چشمار سٹور منڈی احمد آباد و دیگر برادران کے والد محترم بابا محمد سلطان 76 سال کی عمر میں 23-24 دسمبر کی درمیانی شب قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خوش اخلاق، مہمان نواز اور توحید پرست انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا محمد زید فاضل مدینہ یونیورسٹی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علماء سمیت ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

مولانا سیف اللہ طیب کو صدمہ

جامع مسجد مبارک اہلحدیث کوٹرادھاکشن کے خطیب سیف اللہ طیب اور مولانا ہارون رشید کے والد محترم بابا عبداللہ مغل عبدالغنی 16 دسمبر 2014 کو صبح آٹھ بجے اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہ صرف شب بیدار بلکہ اذان سحری کے پابند اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علاقہ بھر کے افراد نے بھرپور شرکت کی۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین (دعا گو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹرادھاکشن)

حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی پر اعتماد کا اظہار

کم جنوری 2015، مرکزی جمعیت اہلحدیث کوٹرادھاکشن تحصیل وسٹی کے ارکان شوریٰ وکابینہ کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ اجلاس میں مشاورت سے متفقہ طور پر 7 جنوری 2015 کو ضلع قصور میں بطور امیر حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی اور نذیر احمد سیف ناظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا، اُمید ہے کہ ہونے والے الیکشن میں ارکان شوریٰ ضلع قصور بھی ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

(المرسل: محمد اسلم پیارا پریس سیکرٹری کوٹرادھاکشن قصور)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE